

نورین اللہ یا میرکم ان یوءدو الامان الی اہلہما
الحمد لله والمنہ کہ رسالہ مبارکہ

حقوق الاسلام

مصنف

مجدد الملة حكيم الامّة حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی

بِمَا رَجَبُ الْمَرْجَبِ قَدْ أَتَى

اداره ایشرف العلوم فائزہ و اطہرہ کراچی سے شائع ہوا

لاہور میں یہ کتاب اور جملہ مذہبی کتب ملنے کا پتہ
ادارہ اسلامیات ۱۹۵۱ انسٹی انارکلی لاہور

DATA ENTER

حقوق الاسلام

۲۹۷۶۹۰۹
۵۵۵
۱۸۳

از تصانیف لطیفہ مجدد دلائل حکماء ائمہ حقوق مولانا شاہ محمد ثناء علی صاحب کھانوی رح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي شرفنا في كتابه بقوله ان الله يأمركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها واذ احكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل والصلوة والسلام على رسول الله سيدنا محمد الذي ايقظنا بقوله من كانت له مظلمة لا خير من عرضها او مالها فليتحللها من اليوم قبل ان لا يكون دينار ولا درهم اى يوم الفصل وعلى الله واصحابه الذين وصلوا اكل فرج الى الاصل بعد حمد و صلوة واضح هو كه نقلا وعقلا به امر ثابت هو كه هم لوگوں سے كچھ حقوق كا مطالبه كيا گيا هو جس ميں بعض حقوق الله تعالى كے هيں اور بعض بندوں كے۔ اور بندوں كے حقوق ميں سي بعض ديني هيں اور بعض دنيوي، پھر دنيوي ميں بعض حقوق اقارب كے هيں بعض اجانب كے اور بعض حقوق خاص لوگوں كے هيں بعض عام مسلمانوں كے، بعض اپنى سے بڑوں كے هيں۔ بعض چھوٹوں كے، بعض مساوي درجہ والوں كے، وعلى هذا القياس۔

اور بوجہ بے علمی کے اکثر لوگوں کو بعض حقوق کی اطلاع بھی نہیں، اور بعض کو بوجہ بد عملی ان کے اوپر نیک اہتمام نہیں، اس لئے دل فرمایا کہ ایک مختصر تحریر میں باب میں جمع ہو جائے۔ تو امید فائدہ کی ہے۔ چونکہ قاضی شہار اللہ صاحب کا رسالہ حقیقت الاسلام جس کا حوالہ احقر نے فروع الایمان میں دیا ہے اس میں جو نہیں کافی و روانی تھا، اسلئے اس پر خلاصہ کر دینا کافی سمجھا گیا۔ البتہ بعض مضامین کہیں کہیں بضرورت پر بھی گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اس کا نام حقوق الاسلام رکھتا ہوں۔ اور آئیں چند تفصیلات ہیں، اور ہر ایک فصل میں ایک ایک حق کا بیان ہے۔

فصل اول حقوق اللہ تعالیٰ سے پہلے اول بندہ کے ذمہ اللہ جل شانہ کا حق ہے۔ جسے طرح طرح کی نعمتیں ایجاد و بقا کی عنایت فرمائیں۔ مگر اسی ہی کمال کو ہدایت کی طرف لائے۔ ہدایت پر عمل کر نیکی عمل میں طرح طرح کی نعمتوں کی امید دلائی، اللہ تعالیٰ کو مستحق بندوں کے ذمہ یہ ہیں۔ (۱) ذات و صفات کے متعلق موافق قرآن و حدیث کے اپنا اعتقاد رکھے (۲) عثمائد و اعمال و معاملات اخلاق میں جو ان کی مرضی کے موافق ہو اختیار کرے۔ اور جو ان کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اس کو ترک کرے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت کو سب کی رضا و محبت پر مقدم رکھے۔ (۴) جس سے محبت یا بغض رکھے یا کسی سے ہتھ اٹھان یا دوزخ کرے سب اللہ کے واسطے کرے۔

۱۔ یہود، نصاریٰ اور باقی رکھنے کی، ۲۔ مستند شیعہ، ۳۔ ترک اصناف ۱۲ ش

فصل دوم در حقوق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چونکہ ذات و صفات و مرضیات و نامرضیات الہی کی شناخت ہم لوگوں کو بتوسط حضرات انبیاء علیہم السلام کے ہوتی، اور ان کے پاس ملائکہ وحی لائے۔ اسی طرح بہت سی دنیوی منافع و مضار بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے دریافت ہوئی۔ اور بہت سی ملائکہ ہمارے فائدوں کے کاموں پر متعین ہیں اور یاذن الہی ان کاموں کو انجام دے رہے ہیں۔ اسلیٰ حضرت انبیاء علیہم السلام و حضرات ملائکہ علیہم السلام کا حق حق تعالیٰ کے حق میں داخل ہو گیا، بالخصوص سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان سب کے زائد ہم پر ہے اس لیے آپ کا حق بھی سب کے زائد ہے۔

وہ چند حقوق یہ ہیں (۱) آپ کی رسالت کا اعتقاد رکھے۔ (۲) تمام احکام میں آپ کی اطاعت کرے۔ (۳) آپ کی عظمت اور محبت کو دل میں جگہ دے۔ (۴) اور آپ پر صلوٰۃ سلام پڑھا کرے۔

حضرات ملائکہ علیہم السلام کے یہ حقوق ہیں (۱) اُن کے وجود کا اعتقاد رکھے (۲) ان کو گناہوں سے پاک سمجھے (۳) جب اُن کا نام آئے علیہ السلام کہے۔ (۴) مسجد میں بدبو دار چیزیں کھا کر جانے سے یا مسجد میں رخ صادر کرنے سے ملائکہ کو ایذا ہوتی ہے اس سے احتیاط کرے۔ اور بھی جن امور سے ملائکہ کو تکلیف

لے جیسے کچا لہسن، پیاز، مولیٰ، پان، تمباکو وغیرہ اسی طرح مسجد میں مٹی کا تیل جلانے یا دیاسلانی کھینچنے سے بھی بدبو پھیلتی ہے۔ اس سے بھی اجتناب کریں ۱۲ محمد شفیع

و تنفر ہو ان سے سزا لازم سمجھے۔ مثلاً تصویر رکھنا یا بلا ضرورت شرعی کتہ پالنا یا جھوٹ بولنا، جنابت میں براہ سستی پڑا رہنا کہ نماز بھی برباد ہو جائے، بلا ضرورت شرعی یا طہی برہنہ ہونا گو خلوت میں ہو۔

فصل سوم صحابہ و اہل بیت، حضرات صحابہ و حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کو چونکہ حضور سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینی اور دنیوی دونوں طرح کا تعلق ہے اس لئے آپ کے حق میں ان حضرات کے حقوق بھی داخل ہو گئے ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) ان حضرات کی اطاعت کرنا (۲) ان حضرات سے محبت رکھنے۔ (۳) ان کے عادل ہونیکا اعتقاد رکھنے۔ (۴) ان کے محبت سے محبت اور لبغضین سے بغض رکھنے۔

فصل چہارم علماء و مشائخ، چونکہ علماء نظام ہر باطن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور مسند نشین ہیں اس لئے ان حضرات کے حقوق بھی حضور کے حق میں داخل ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) فقہائے مجتہدین و علمائے محدثین و اساتذہ و مشائخ طریقت و مصنفین دینیات کے لئے دعا و خیر کرتا رہے۔ (۲) حسب عیال و شرعی ان کا اتہال کرے۔ (۳) جو ان میں زندہ ہوں ان سے عظیم و محبت سے پیش آئے۔ ان سے بغض و مخالفت نہ کرے۔ (۴) حسب وسعت و ضرورت ان حضرات کی مالی خدمات بھی کرتا رہے۔

۱۵ محبت رکھنے والے ۱۶ لبغض و عداوت رکھنے والے ۱۷

فصل پنجم

یہ حضرات مذکورین تو دینی نعمتوں میں واسطہ تھے، اس لئے ان کا حق لازم تھا۔ بعضے لوگ دنیوی نعمتوں کے ذرائع ہیں، ان کا حق شرعاً ثابت ہے۔ مثلاً ماں باپ کہ ایجاد اور پرورش ان کی توسط سے ہوتی ہے ان کے حقوق یہ ہیں۔ (۱) ان کو ایذا نہ پہنچائے اگرچہ ان کی طرف سے کچھ زیادتی ہو۔ (۲) قولاً و فعلاً ان کی تعظیم کرے۔ (۳) مشروع امور میں ان کی اطاعت کرے۔ (۴) اگر ان کو حاجت ہو مال سے ان کی خدمت کرے اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔

فصل ششم

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے یہ حقوق ہیں۔

(۱) ان کے لئے دعا و مغفرت و رحمت کرتا رہے۔ نوافل و صدقات مالیہ کا ان کو پہنچاتا رہے۔ (۲) ان کے ملنے والوں کے ساتھ رعایت مالی و خدمت بد و حسن اخلاق سے پیش آئے۔ (۳) ان کے ذمہ جو قرضہ ہو اس کو ادا کرے۔ (۴) گاہ گاہ ان کی قبر کی زیارت کیا کرے۔

فصل ہفتم

(اجداد وغیرہ) دادا، دادی، نانا، نانی، کا حکم شرعاً مثل ماں باپ کے ہے۔ پس ان کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح خالہ ماموں مثل ماں کے اور چچا اور پھوپھی مثل باپ کے ہیں۔ حدیث میں اس طرف اشارہ آیا ہے۔

فصل ہشتم

(اولاد) جس طرح ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں اسی طرح

ماں باپ پر بھی اولاد کے حقوق ہیں، وہ یہ ہیں:-

(۱) نیکی بخت عورت سے نکاح کرنا تاکہ اولاد اچھی پیدا ہو۔ (۲) بچپن میں محبت کے ساتھ ان کو پرورش کرنا تاکہ اولاد کو پیار کر نیکی بھی فضیلت آتی ہے بالخصوص لڑکیوں سے دل تنگ نہ ہونا، اُن کی پرورش کر نیکی بڑی فضیلت آتی ہے۔ اگر اتنا کا دودھ پلانا پڑے تو خلیق اور دیندار انا تلاش کرنا کہ دودھ کا اثر بچہ کے اخلاق میں آتا ہے۔ (۳) انکو علم دین و ادب سکھانا۔ (۴) جب نکاح کے قابل ہوں انکا نکاح کر دینا۔ اگر لڑکی کا شوہر مر جائے تو نکاح تائی ہو ذی تک اس کو اپنا گھر آرام سے رکھنا، اس کے مصارف ضرور کیا برہداشت کرنا۔

فصل پنجم (مرضعہ) انا بھی بوجہ دودھ پلانے کے مثل ماں کے ہے۔

اس کے حقوق بھی وارد ہیں۔ وہ یہ ہیں:- (۱) اس کے ساتھ ادب و حرمت سے پیش آنا۔ (۲) اگر اس کو مالی حاجت ہو اور خود کو وسعت ہو اس سے دریغ نہ کرنا۔ (۳) اگر میسر ہو تو ایک غلام یا لونڈی خرید کر کے اس کو خدمت کے لئے دینا۔ (۴) اس کا شوہر چونکہ اس کا مخدوم ہے اور بیاس کی مخدومہ ہے تو اس کے شوہر کو مخدوم و مخدوم سمجھ کر اس کے ساتھ بھی احسان کرنا۔

فصل ششم:- سوتیلی ماں چونکہ باپ کے قرین ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اس لئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں **فصل ششم کے** میں جو مذکور ہوا ہے کافی ہے۔

فصل یازدہم حدیث میں ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے ہے۔ اس سے لازم آیا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے۔ پس ان میں باہمی ویسے ہی حقوق ہونگے جیسے مابین والدین و اولاد کے ہیں۔ اسی پر بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو قیام کر لینا چاہئے۔

فصل دوازدہم اسی طرح باقی قرابت داروں کے بھی حقوق آتی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) اپنی محارم اگر محتاج ہوں اور کھانے کمائی کی کوئی قدرت نہ رکھتے ہوں تو بقدر کفایت ان کے نان و نفقہ کی خبر گیری مثل اولاد کے واجب ہے۔ اور محارم کا نان و نفقہ اس طرح تو واجب نہیں لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے۔ (۲) گاہ بگاہ اُن سے ملنا ہے۔ (۳) اُن سے قطع قرابت نہ کرے، بلکہ اگر کسی قدر ان سے ایذا بھی پہونچے تو صبر اس پر ہے۔ (۴) اگر کوئی قریب محرم اس کی ملک میں آجائے وہ فوراً آدھو جاتا ہے۔

فصل سیزدہم استاد اور پیر چونکہ باعتبار تربیت باطنی کی مثل باپ کے ہیں اس لئے ان کی اولاد یا اقارب سے ایسا ہی معاملہ کرنا چاہئے جس طرح اپنے ماں باپ یا اقارب کے ساتھ۔ لا اسلمک علیہ اجرا الا المودۃ فی القرابی کی یہ بھی ایک تفسیر ہے۔ اس مقام سے حضرات سادات کرام کا اکرام و احترام بھی معلوم کرنا چاہئے۔ اور چونکہ شاگرد و مرید مثل اولاد کے ہیں تو اپنی استاد کا شاگرد یا اپنی پیر کا مرید بمنزلہ اولاد اپنی باپ کے ہوا

پس اس کے حقوق مثل بھائی کے سمجھے قرآن مجید میں لصاحب بالجنب جو آیا ہے اس میں بھی داخل ہے۔

فصل چہارم و ہم (حقوق شاگرد مرید) چونکہ شاگرد و مرید بمنزلہ اولاد کے ہے شفقت و دلسوزی میں ان کا حق مثل حق اولاد کے ہے۔

فصل پانزدہم (حقوق زوجین) حقوق زوجین میں شوہر کے ذمہ یہ ہیں:- (۱) اپنی وسعت کے موافق اس کے نان و نفقہ میں دریغ نہ کرے۔ (۲) ان کو مسائل و مینیہ سکھلاتا رہے۔ اور عمل نیک کی تاکید کرتا رہے۔

(۳) اس کے محارم اقارب سے گاہ بگاہ اس کو ملنے دے۔ اس کی کم فہمیوں پر اکثر صبر و سکوت کرے۔ اگر احیاناً ضرورت تادیب کی ہو تو توسط کا لحاظ رکھے۔ اور زوجہ کے ذمہ یہ حقوق ہیں:- (۱) اس کی اطاعت اور ادب و

خدمت و دلجوئی و رضا جوئی پورے طور سے بجالانے۔ البتہ غیر مشروع امر میں عذر کر دے۔ (۲) اس کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے۔ (۳) اس کا مال بلا اجازت خرچ نہ کرے۔ (۴) اس کے اقارب سے

سخن نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہنچے۔ بالخصوص شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم سمجھ کر ادب و تعظیم سے پیش آئے۔

فصل شانزدہم (حاکم محکوم) حاکم و محکوم کے حقوق میں حاکم میں بادشاہ و نائب بادشاہ اور آقا و غیرہ، اور محکوم میں رعیت اور نوکر وغیرہ

سب داخل ہیں۔ اور جہاں مالک و مملوک ہوں وہ بھی داخل ہو جائینگے
 حاکم کے ذمہ یہ حقوق ہیں:- (۱) محکوم پر دشوار احکام نہ جاری کرے۔ (۲)
 اگر باہم محکومین میں کوئی منازعت ہو جائے عدل کی رعایت کرے۔ کسی
 جانب میلان نہ کرے۔ (۳) ہر طرح ان کی حفاظت و آرام رسانی کی فکر
 میں رہے۔ داد خواہوں کو اپنی پاس پہنچنے کے لئے آسان طریقہ مقرر کرے۔
 (۴) اگر اپنی شان میں اس سے کوئی کوتاہی یا خطا ہو جائے کثرت سے
 معاف کر دیا کرے۔ اور محکوم کے ذمہ یہ حقوق ہیں:- (۱) حاکم کی خیر خواہی
 و اطاعت کرے۔ البتہ خلاف شرع امر میں اطاعت نہیں۔ (۲) اگر حاکم
 سے کوئی امر خلاف طبع پیش آئے صبر کرے شکایت و بددعا نہ کرے۔ البتہ
 اس کی نرم مزاجی کے لئے دعا کرے۔ اور خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اہتمام
 کرے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ حکام کے دل کو نرم کر دیں۔ ایک حدیث میں مضمون
 آیا ہے:- (۳) اگر حاکم سے آرام پہنچے اس کے ساتھ احسان کی شکر گزار کیرو۔
 (۴) براہ نفسانیت اس سے سرکشی نہ کرے۔ اور جہاں غلام پائے جاتے ہوں
 غلاموں کا نان نفقہ بھی واجب ہے۔ اور غلام کو اس کی خدمت چھوڑ کر بھاگ
 عرام ہے۔ باقی محکومین آزاد ہیں دائرے حکومت میں رہیں تک حقوق ہونگے
 اور خارج ہونے کے بعد ہر وقت مختار ہیں۔
فصل ہفتم در مصاہرہ قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے نسب کے ساتھ

علاقہ معاہرہ کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سرور
اور ساسے و بہنوئی اور داماد اور بہو اور ربیب یعنی بیوی کی پہلی اولاد کا بھی کسی
قدر ہوتا ہے۔ اس لئے ان تعلقات میں بھی رعایت احسان و اخلاق کے کسب قدر
خصوصیت کے ساتھ رکھنا چاہئے۔

فصل ہشتم (حقوق عام مسلمین) علاوہ اہل قرابت کے اجنبی مسلمانوں
کے بھی حقوق ہیں۔ اصہبہ مانی نے ترغیب و ترہیب میں بروایت حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حقوق نقل کئے ہیں۔ (۱) بھائی مسلمان کی بخشش
کو معاف کرے۔ (۲) اس کے رونے پر رحم کرے (۳) اس کے غیب
کو ڈھانکے۔ (۴) اس کے عذر کو قبول کرے۔ (۵) اس کی تکلیف کو
دور کرے۔ (۶) ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتا رہے۔ (۷) اس کی حفاظت
محبت کرے۔ (۸) اس کے ذمہ کی رعایت کرے۔ (۹) بیمار ہو، تو
عیادت کرے۔ (۱۰) مر جائے تو جنازے پر حاضر ہو۔ (۱۱) اس کی دعوت
قبول کرے۔ (۱۲) اس کا ہدیہ قبول کرے۔ (۱۳) اس کے احسان کے
مکافات کرے۔ (۱۴) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے۔ (۱۵) موقع
پر اس کی نصرت کرے۔ (۱۶) اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرے۔
(۱۷) اس کی حاجت روائی کرے۔ (۱۸) اس کی درخواست کو سنے۔
(۱۹) اس کی سفارش قبول کرے۔ (۲۰) اس کی مراد سنا امید نہ کرے۔

(۲۱) وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں پیر رحمک اللہ کہے (۲۲)
اس کی گمشدہ چیز کو اس کے پاس پہنچا دے۔ (۲۳) اس کے سلام کا
جواب دے۔ (۲۴) نرمی و خوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے۔
(۲۵) اس کے ساتھ احسان کرے۔ (۲۶) اگر وہ اس کے بھروسہ قسم
کھا بیٹھے تو اس کو پورا کر دے۔ (۲۷) اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہوا سکی
مدد کرے۔ اگر وہ کسی پر ظلم کرتا ہو روک دے۔ (۲۸) اس کے ساتھ
محبت کرے دشمنی نہ کرے۔ (۲۹) اس کو رسوا نہ کرے۔ (۳۰) جو بات
اپنی لئے پسند کرے اس کے لئے بھی پسند کرے۔

اور دوسری احادیث میں یہ حقوق زیادہ ہیں۔ (۳۱) ملاقات کو
وقت اس کو سلام کرے اور مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے۔ (۳۲)
اگر باہم اتفاقاً کچھ بخشش ہو جائے تو تین روز سے زیادہ ترک کلام نہ کرے
(۳۳) اس پر بدگمانی نہ کرے۔ (۳۴) اس پر حسد و بغض نہ کرے۔
(۳۵) امر بالمعروف و نہی عن المنکر بقدر امکان کرے۔ (۳۶) چھوٹوں
پر رحم اور بڑوں کی توقیر کرے۔ (۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہو جائے
ان میں باہم صلح کرادے۔ (۳۸) اس کی غیبت نہ کرے۔ (۳۹)
اس کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچائے نہ مال میں نہ آبرو میں۔ (۴۰) اگر
سواری پر سوار نہ ہو سکے یا اس پر اسباب نہ لاد سکے تو اس کو سہارا لگا دے

بہت بری بات ہے۔

وہ سچ حکم دینے و مضامین، اسی طرح جو دوسروں کا دست نگر ہو۔

جیسے حکم و بیوہ یا عا جز و ضعیف یا مسکین و بیمار و معذور یا مسافرا ساکن، ان لوگوں کے یہ حقوق زائد نہیں :- (۱) ان لوگوں کی مالی حالت

کرننا۔ (۲) ان لوگوں کا کام اپنی ہاتھ پاؤں سے کر دینا۔ (۳) ان لوگوں کی دیہی و قسملی کرنا۔ (۴) ان کے حاجت و سوال کو رد نہ کرنا۔

وہ سچا بہت حکم (مہمان) اسی طرح مہمان کہ اس کے یہ حقوق ہیں :- (۱) آمد کے وقت بوقت ظاہر کرنا: جانے کے وقت ہم انکے

دروازہ تک مثالیت کرنا۔ (۲) اس کی معمولات و ضروریات کا انتظام کہ جس سے اس کو راحت پہنچے۔ (۳) تواضع و تحریک و مدارات کے

ساتھ اس سے بیٹھا آنا، بلکہ اپنی ہاتھ سے اس کی خدمت کرنا (۴) کم از کم ایک دن اس کے لئے کھانے میں کسی قدر متوسط درجہ کا تکلف کرنا مگر اتنا ہی کہ

جس میں نہ اسے کو ضرور ہو نہ اس کو حجاب ہو۔ اور کم از کم تین روز تک اس کی مہمانداری کرنا۔ اتنا تو اس کا ضروری حق ہے۔ اس کو بعد جعفر

وہ ٹھہرے شہسبازان کی طرف سے احسان ہے۔ مگر خود مہمان کو مناسبت ہے کہ اس کو تنگ نہ کرے۔ نہ زیادہ ٹھہر کر، نہ بیجا قہقہیں

کرے، نہ اس کی جو بیہ نظامت و شہسبازت و خدمت و بیہ میلہ و دشمنی و

فصل بہت و دوم (دوست) اسی طرح جس سے خصوصیت کے ساتھ دوستی ہو قرآن مجید میں اس کو اقارب و محارم کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اس کے یہ آداب و حقوق ہیں۔ (۱) جس سے دوستی کرنا ہو اول اس کے عقائد و اعمال و معاملات و اخلاق خوب دیکھ بھال لے۔ اگر سب امور میں اس کو مستقیم و صالح پائے اس سے دوستی کرے ورنہ دور رہے۔ صحبت بد سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے۔ اور مشاہدہ سے بھی اس کا ضرر محسوس ہوتا ہے۔ جب ایسا کوئی ہم جنس ہم مشرب میسر ہو اس سے دوستی کا مضائقہ نہیں۔ بلکہ دنیا میں سب بڑھ کر راحت کی چیز دوستی ہے۔ (۲) اپنی جان و مال سے کبھی اس کے ساتھ دریغ نہ کرے (۳) کوئی امر خلاف مزاج اس سے پیش آجائے اس سے چشم پوشی کرے۔ اگر اتفاقاً شکر رنجی ہو جائے فوراً صفائی کر لے اس کو طول نہ دے۔ دوستوں کی شکایت حکایت کبھی لطف سے خالی نہیں مگر اس کو لے کر نہ بیٹھ جائے۔ (۴) اس کی خیر خواہی میں کسی طرح کوتاہی نہ کرے۔ نیک مشورہ سے کبھی دریغ نہ کرے اس کے مشورہ کو نیک نیتی سے سنے۔ اور اگر قابل عمل ہو قبول کرے اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان میں جس طرح متبنی بنانے کی رسم ہے کہ اس کو بالکل تمام احکام میں مثل اولاد کے سمجھتے ہیں، شریعت میں

اس کی کوئی اصل نہیں۔ اثربنییت کا دوستی کے اثر سے زائد نہیں۔ چونکہ اس کے ساتھ قصداً خصوصیت پیدا کی ہے اس لئے دوستی کے ضابطہ میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔ باقی میراث وغیرہ اس کو کچھ نہیں مل سکتی، کیوں کہ میراث اضطراری امر ہے، اختیاری نہیں۔ کہ جس کو چاہا میراث والوادی، جس کو چاہا محروم کر دیا۔

یہاں معلوم ہوا کہ کہ ہندوستان میں جو رسم عاق کرتے کی ہی یعنی کسی اولاد کی نسبت کہہ مرتے ہیں کہ اس کو میری میراث نہ دیکھاؤ شرعاً محض باطل ہے جیسا اوپر معلوم ہوا کہ میراث اضطراری امر ہے اختیاری نہیں۔

فصل سبب سوم (حقوق بنی آدم) جس طرح مشارکت قربت یا اسلام سے بہت سے حقوق ثابت ہوتے ہیں، بعض حقوق محض مشارکت نوعی کی وجہ سے ثابت ہو جاتے ہیں، یعنی صرف آدمی ہونے کی وجہ سے ان کی رعایت واجب ہوتی ہے گو مسلمان نہ ہو وہ یہ ہیں :- (۱) بے گناہ کسی کو جانی یا مالی تکلیف نہ دیں۔ (۲) بے وجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے۔ (۳) اگر کسی مصیبت، فاقہ و مرض میں مبتلا دیکھے اس کی مدد کرے، کھانا، پانی دیدے، علاج معالجہ کر دے۔ (۴) جس صورت میں شریعت

نے سزا کی اجازت دی ہے۔ اس میں بھی ظلم و زیادتی نہ کرے اُسکو ترساوے نہیں۔

فصل ہست و چہارم حقوق حیوانات، اسی طرح مشارکت جنسی سے بھی بعض حقوق ثابت ہو جاتے ہیں۔ یعنی حیوانات کے حق میں بھی ان کی رعایت لازم ہے۔ وہ یہ ہیں:۔ (۱) جس جانور کی کوئی معتد بہ غرض متعلق نہ ہو اس کو مقید نہ کرے۔ بالخصوص بچوں کو آشیائے نکال لانا اور ان کے مال باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے۔ (۲) جو جانور قابل انتفاع ہیں ان کو بھی محض مشغلے کے طور پر قتل نہ کرے اس میں شکاری لوگ بہت مبتلا ہیں۔ (۳) جو جانور اپنے کام میں ہیں ان کی خورد و نوش و راحت و رسانی و خدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔ ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لے۔ ان کو حد سے زیادہ نہ مارے۔ (۴) جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کر دے، اس کو تر پائے نہیں۔ بھوکا پیاسا رگمکر جان نہ لے۔

فصل ہست و پنجم۔ یہ حقوق مذکورہ تو وہ تھے جو ابتداً اس کے ذمہ لازم ہیں اور بعض حقوق ہیں جو انسان خود اپنے اختیار سے اپنے ذمہ کر لیتا ہے۔ ان میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ اور وہ نین قسم ہیں۔

قسم اول :- وہ حق جس کا سبب طاعت ہے وہ نذر ہے۔
 سو اگر عبادت مقصودہ کی نذر ہو تو اس کا ایفا فرض و واجب ہے۔ اور اگر
 عبادت غیر مقصودہ کی ہو تو ایفا مستحب ہے۔ اور اگر مباح کے ہو لغوی
 اگر معصیت کے ہو ایفا عرام ہے۔ اور غیر اللہ کی نذر ماننا قریشک کی ہے
قسم دوم :- جس کا سبب امر مباح ہے۔ جیسا کفارہ یمن
 مباح اور قضاے رمضان مسافر و مریض کے لئے یہ حقوق واجب
 الادا ہیں۔

قسم سوم :- جس کا سبب معصیت ہے۔ جیسے حدود
 اور کفارات جو بلا عذر شرعی روزہ افطار کرنے سے یا قتل خطایا ظہار سے
 واجب ہوتے ہوں۔ یہ حقوق بھی واجب الادا ہیں۔ اور جن حقوق کا
 سبب اختیاری ہے بعض ان میں حقوق العباد ہیں وہ بھی مثل اقسام مذکورہ
 تین قسم ہیں۔

قسم اول :- جس کا سبب اطاعت ہو وہ وعدہ کا پورا کرنا ہے۔
 یہ ضروری ہے اس میں کوتاہی کرنا علامت نفاق کی فرمائی گئی۔

قسم دوم :- جس کا سبب امر مباح ہو وہ دین ہے اور جو
 مثل دین کے ہو جس طرح بیع کا تسلیم کرنا اور منکوحہ کا اپنی نفس
 کو سپرد کرنا، اور شفیع کو جائداد مطلوبہ دیدینا، قیمت ادا کرنا، مہر ادا کرنا

مزدوری کی مزدوری دینا، عاریت اور امانت واپس کرنا یہ سب واجب ہیں۔
 قسم سوم :- جس کا سبب معصیت ہو جیسے کسی کو قتل
 کر دینا، کسی کا مال چھین لینا یا پھر الینا یا خیانت کرنا یا کسی کی آبروریزی
 کرنا، سخت زبانی سے یا غیبت سے ان امور کا تدارک اور معاف کرنا
 فرض ہے ورنہ آخرت میں اس کے بدلہ عبادت دینی ہوگی، یا سزا
 بھیلنی پڑے گی۔

خاتمہ

جو حقوق اس کے ذمہ ہوں اگر وہ حقوق اللہ ہیں سو اگر عبادت
 سے ہیں تو ان کو ادا کرے۔ مثلاً اس کے ذمہ نمازیں یا کچھ روزے
 یا زکوٰۃ وغیرہ رہ گئی ہو ان کو حساب کر کے پورا کرے۔ اور در صورت
 عدم گنجائش وقت یا مال ان کے ادا کرنے کا ارادہ دل میں رکھے
 جب وسعت ہو اس وقت کوتاہی نہ کرے۔ اور اگر معاصی میں سے
 ہیں ان سے توبہ صادق کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب معاف
 ہو جائے گا۔ اور اگر وہ حقوق العباد ہیں جو ادا کرنے کے قابل ہوں
 ادا کرے یا معاف کرے۔ مثلاً قرض یا خیانت وغیرہ اور جو صرف
 معاف کرانے کے قابل ہوں ان کو فقط معاف کرے، مثلاً غیبت
 وغیرہ اور اگر کسی وجہ سے اہل حقوق سے نہ معاف کر سکتا ہے۔

نہ ادا کر سکتا ہے تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ استغفار کرتا رہے۔
 عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو رضاء مند کر کے
 معاف کرادیں۔ مگر جب قدرت ایفا یا استغفار کی ہو اس وقت
 اس میں دریغ نہ کرے۔ اور جو حقوق خود اوروں کے ذمہ رہ گئے ہوں
 جن سے امید وصول کی ہو بہ نر می اُن سے وصول کرے اور جن سے
 امید نہ ہو یا وہ قابل وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگر قیامت
 میں ان کے عوض حسنات ملنے کی توقع ہے، مگر معاف کر دینے
 میں اور زیادہ فضیلت وارد ہوتی ہے۔ اس لئے بالکل معاف
 کر دینا بالکل بہتر ہے، بالخصوص جب کوئی شخص معذرت و معافی
 چاہے۔ فقط والسلام۔

تہمت بالخیر

ہر قسم کی درسی و غیر درسی دینی و مذہبی کتب مطبوعات پاکستان و ہندوستان و
 مصر و شام و غیرہ ملنے کے پتے۔

کراچی میں :- کتب خانہ اشرف العلوم نانک واڑہ کراچی
 لاہور میں :- ادارۃ اسلامیات ۱۹۰۱ انتی اتار کلی - لاہور
 ۳۱۸۳

الحمد لله الذي هدانا لهذا

مصنف

جو ۱۳۶۸ء میں

七

لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ اس وقت دین کے پانچ اجزاء میں سے عوام فی
 تو صرف دو ہی مجزہ کو داخل دین سمجھا، یعنی عقائد و عبادات کو، اور علماء ظاہر نے تیسرے
 مجزہ کو بھی دین کیا، یعنی معاملات کو۔ اور مشائخ نے چوتھے مجزہ کو بھی دین قرار
 دیا۔ یعنی اخلاق باطنی کی اصلاح کو۔ لیکن ایک پانچویں مجزہ کو کہ وہ ادب معاشرت ہی
 قریب قریب ان تینوں طبقوں نے الٰہامیہ اللہ اکثر نے تو اعتقاد دین سے خارج اور
 بے تعلق قرار دے رکھا ہے اور اسی وجہ سے اور اجزاء کی تو کم و بیش خاص طور پر یا عام طور
 پر یعنی وعظ میں کچھ تعلیم و تلقین بھی ہے، لیکن اس مجزہ کا بھی زبان پر نام تک بھی نہیں آتا۔
 اسی لئے علماء و عملا یہ مجزہ بالکل نسیا منتیا ہو چلا ہے۔ اور میرے نزدیک باہمی الفت
 و اتفاق میں جس کی شریعت نے سخت تاکید کی ہے۔ اور اس وقت عقلاء بھی بہت
 ہرج و مرج کر رہے ہیں۔ جو کمی ہے اس کا بڑا سبب یہ منہ بہ منہ معاشرت بھی ہے۔
 کیونکہ اس سے ایک کو دوسرے سے تکدر و انقباض ہوتا ہے۔ اور رافع مانع ہے
 انبساط و انشراح کا اعظم مدار ہے الفت باہمدگر کا، حالانکہ خود اس خیال کو کہ اس کو دین کی
 کوئی مس نہیں، آیات و احادیث، اقوال حکماء دین کے رد کرتے ہیں۔ چنانچہ

ان میں سے بعض بطور نمونہ کے پیش کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :-
 ”اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ فراخ
 کرو تو جگہ کو فراخ کر دیا کرو، اور جب تم سے کہا جائے کہ کھڑے
 ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو۔“
 اور ارشاد ہے کہ :-

”دوسرے کے کھڑے ہونے کو وہ مردانہ ہو، مگر خاص خلوت گاہ ہو، بے اجازت
 لئے مٹ جایا کرو۔“ دیکھتے اس میں اپنے جلیسوں کی راحت کی رعایت کا
 کس طرح حکم فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک ساتھ کھانے
 کے وقت دود و چھوارے ایک دم سے نہ لینا چاہئے، تاوقتیکہ اپنے رفیقوں سے
 اجازت نہ لے لے۔ دیکھتے اس میں ایک نہایت خفیف امر سے محض اس وجہ سے
 کہ بے تمیزی ہے، اور دوسروں کو ناگوار ہوگا، ممانعت کر دی۔ اور حضور ہی کا ارشاد
 ہے کہ جو شخص لہسن اور پیاز (خام) کھائے، تو ہم سے یعنی (مجمع) سے علیحدہ رہے،
 دیکھتے اس خیال سے کہ دوسروں کو ایک خفیف سی اذیت ہوگی، منع فرمادیا اور ارشاد
 فرمایا ہے کہ مہمان کو حلال نہیں کہ میزبان کے پاس اس قدر قیام کرے کہ وہ تنگ ہو جائے
 اس میں ایسے ممانعت ہے جس سے دوسروں کے قلب پر تہمتی ہو۔ اور ارشاد فرمایا ہے
 کہ لوگوں کے ساتھ کھانے کے وقت گو پیٹ بھر جائے، مگر جب تک کہ دوسری
 لوگ فارغ نہ ہو جائیں، ہاتھ نہ کھینچے۔ کیونکہ اس سے دوسرا کھانے والا شرمناک رہے
 کھینچ لیتا ہے، اور شاید اس کو ابھی کھانے کی حاجت باقی ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے
 کہ ایسا کام نہ کرے جس سے دوسرا آدمی شرمناک جائے۔ بعض آدمی طبعی طور پر محسوس

لے سورۃ مجادلہ ۱۱ سورۃ نور ۱۱ متفق علیہ ۱۱ متفق علیہ ۱۱ متفق علیہ ۱۱ رواہ ابن ماجہ ۱۱

میں کسی چیز کے لینے سے شرماتے ہیں اور ان کو گمراہی ہوتی ہے یا ان سے مجمع میں کوئی چیز مانگی جائے تو انکار و عذر کرنے سے شرماتے ہیں، گو پہلی صورت میں لینے کو جی چاہتا ہو اور دوسری صورت میں دینے کو جی نہ چاہتا ہو ایسے شخص کو مجمع میں نہ دے، نہ مجمع میں اس سے مانگے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ ایک بار حضرت جابرؓ درود و ملت پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، آپ نے پوچھا کون ہے، انہوں نے عرض کیا میں ہوں، آپ نے ناگواری سے فرمایا، میں ہوں میں ہوں اس سے معلوم ہوا کہ بات صاف کہے کہ جس کو دوسرا سمجھ سکے۔ ایسی گول بات کہنا جس کے سمجھنے تکلیف ہو انہیں میں ڈالتا ہوں۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا، مگر آپ کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہ ہوتے تھے کہ جانتے تھے کہ آپ کو ناگوار ہوتا ہے۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی خاص ادب و تعظیم یا کوئی خاص خدمت کسی کے مزاج کے خلاف ہو اس کے ساتھ وہ معاملہ نہ کرے، گو اپنی خواہش ہو، مگر دوسرے کی خواہش کو اس پر مقدم رکھے۔ بعض لوگ جو بعض خدمات میں اصرار کرتے ہیں، بزرگوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور ارشاد ہے کہ ایسے دو شخصوں کے درمیان میں (جو قصد پاس پاس بیٹھے ہوں) جا کر بیٹھنا حلال نہیں، بدون ان کے اذن کے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوئی ایسی بات کرنا جس سے دوسروں کو کدورت ہو، نہ چاہئے۔ اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنا منہ ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے، اور آواز کو پست فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے جلیس کی اتنی رعایت کرے کہ اس کو سخت آواز سے بھی اذیت و وحشت نہ ہو۔ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آتے تو جو شخص جس جگہ پہنچ جاتا وہاں بیٹھ جاتا۔ یعنی لوگوں کو چیر پھاڑ کر آگے نہ بڑھتا، اس سے بھی مجلس کا ادب ثابت ہوتا ہے کہ ان کو اتنی ایذا بھی نہ پہنچاؤ۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً اور حضرت انسؓ سے مرفوعاً اور حضرت سعید بن المسیبؓ سے مرسلاً مروی ہے کہ عیادت میں بیمار کے پاس زیادہ نہ بیٹھے۔ کھڑا بیٹھ کر کھڑا ہو۔ اس حدیث میں کسی قدر دقیق رعایت ہے اس امر کی کہ کسی کی گرائی کا سبب بھی نہ بنے۔ کیونکہ بعض اوقات کسی کے بیٹھنے سے مریض کو کروٹ بدلنے میں یا پاؤں پھیلانے میں یا بات چیت کرنے میں ایک گونہ تکلف ہوتا ہے۔ البتہ جس کے بیٹھنے سے اس کو راحت ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے غسل جمعہ کے ضروری ہونے کی یہی علت بیان فرمائی کہ ابتدائے اسلام میں اکثر لوگ غریب مزدوری پیشہ تھے، میلے کپڑوں میں پسینہ نکلنے سے بدبو پھلتی تھی، اس لئے غسل واجب کیا گیا تھا، پھر بعد میں یہ وجوب منسوخ ہو گیا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اس کی کوشش واجب ہے کہ کسی کو کسی سے معمولی اذیت بھی نہ پہنچے۔ اور سنن نسائی میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ شبِ برأت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر سے آہستہ اٹھے اور اس خیال سے کہ حضرت عائشہؓ سوتی ہوں گی بے چین نہ ہوں، آہستہ نعل مبارک پہنے اور آہستہ سے کواڑ کھولے اور آہستہ سے باہر تشوہف لے گئے اور آہستہ سے کواڑ بند کئے۔ اس میں سونے والے کی کس قدر رعایت ہے، کہ ایسی آواز یا کھڑکا بھی نہ کیا جاتے جس سے سونے والا دفعۃً جاگ اٹھے اور پریشان ہو۔ اور صحیح مسلم میں حضرت تمقداؤ بن اسود سے ایک طویل قصے میں مروی ہے کہ تم

۱۵ ابوداؤد ۱۴۵۲ رزیں ۱۴۵۳ د ۱۲۵۴ بیہقی ۱۲۵۵ ابوداؤد ۱۴۵۶ اور ابن ماجہ ۱۴۵۷
 متن میں نہیں ہیں وہ سب مشکوٰۃ و تعلیم الدین سے نقل کی ہیں ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے، بعد ازاں
 اگر لیٹ رہتے۔ حضور اقدس میں دید میں تشریف لاتے تو چونکہ ہمانوں کے سونے
 اور جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا اس لئے سلام تو کرتے تھے کہ شاید جاگتے
 ہوں، اور ایسا آہستہ سلام کرتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سن لیں، اور اگر سوتے ہوں
 تو آنکھ نہ کھلے۔ اس سے بھی وہی اہتمام معلوم ہوا جو اس سے پہلی حدیث میں
 معلوم ہوا تھا۔ اور بکثرت حدیثیں اس باب کی موجود ہیں، روایات فقہیہ میں
 ایسے شخص کو جو طعام وغیرہ یا درس یا اوراد میں مشغول ہو، سلام نہ کرنا مصرح ہے،
 جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت کسی مشغول شغل ضروری کے قلب کو
 منتشر اور جانب کرنا شرعاً ناپسند ہے، اسی طرح گندہ دہنی کے مرض میں جو شخص
 مبتلا ہو اس کو مسجد میں نہ آنے دینا بھی فقہاء نے نقل کیا ہے جس سے صاف معلوم
 ہوتا ہے کہ لوگوں کی اذیت کے اسباب کا انسداد نہایت ضروری ہے۔ ان دلائل
 میں مجموعی طور پر نظر کرنے سے بدالالت واضح معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے نہایت
 درجہ پر اس کا خاص طور سے اہتمام کیا ہے کہ کسی شخص کی کوئی حرکت، کوئی حالت
 دوسرے شخص کے لئے ادنیٰ درجہ میں بھی کسی قسم کی تکلیف و اذیت یا ثقل و گرائی،
 یا ضیق و تنگی یا تکدر یا انقباض یا کراہت و ناگواری، یا تشویش و پریشانی یا توحش و
 خلیجان کا سبب و موجب نہ ہو اور شارع علیہ السلام نے اپنے قول اور اپنی فعل ہی
 سے صرف اس کے اہتمام کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ خدام کے قتل و اغتنام کے
 موقع پر ان آداب کے عمل کرنے پر بھی مجبور فرمایا اور ان سے کام لے کر بھی بتلایا
 چنانچہ ایک صحابی ایک ہدیہ لے کر آپ کی خدمت میں بدون سلام اور بدون استیذان

داخل ہو گئے، آپ نے فرمایا باہر واپس جاؤ اور اسلام علیکم کیا میں حاضر ہوں کہہ کر
پھر آؤ، اور فی الحقیقت حسن اخلاق مع الناس کا راس و اساس ایک امر ہے کہ
کسی کو کسی سے کلفت و ایذا نہ پہنچے، جس کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت
جامع الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے: **اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ**
لِسَانِهِ وَدِينِهِ (رواہ البخاری) اور جس امر سے اذیت ہو گو وہ صورت خدمت مالی ہو
یا جانی ہو، یا ادب و تعظیم ہو، جو عرف میں خشن خلق سمجھا جاتا ہے مگر اس حالت میں
وہ سب سوار خلق میں داخل ہے۔ کیونکہ راحت، کہ جان خلق ہے مقدم ہر خدمت
پر کہ پوست خلق ہے۔ اور قشر بلا لب کا بیکار ہونا ظاہر ہے، اور گوشا تر ہونے
کے مرتبہ میں باب معاشرت مؤخر ہے باب عقائد و عبادات فریضہ سی، لیکن
اس اعتبار سے کہ عقائد و عبادات کے اخلاص سے اپنا ہی ضرر ہے اور معاشرت
کے اخلاص سے دوسروں کا ضرر ہے، اور دوسروں کو ضرر پہنچانا اشد ہے اپنے نفس کو
ضرر پہنچانے سے) اس درجہ میں اس کو ان دونوں پر تقدم ہے، آخر کوئی بات تو ہے
جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان میں **الَّذِينَ يَشْعُرُونَ بِحَالِ الْأَرْضِ**
هُؤُنَا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا کو، کہ دال ہے حسن معاشرت
پر ذکر میں مقدم فرمایا، صلوٰۃ و خشیت و اعتدال فی الانفاق و توحید پر جو کہ باب
طاہات مفروضہ و عقائد سے ہیں اور یہ تقدم علی الفرائض تو محض بعض وجوہ سے ہے،

۱۔ لوگوں کے ساتھ اچھی عادت ہونا ۲۔ مسلمان (کامل) تو ۳۔ جس کی زبان اور ہاتھ سے کچھ سیکو
تکلیف نہ ہو ۴۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ۵۔ اچھی عادت ۶۔ کہ بری عادت ۷۔ چھلکا بغیر معرکہ
۸۔ جو لوگ کہ زمین پر متواضع چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل کوئی بات چیت کرنے میں تو اچھی بات
کہتے ہیں ۹۔ نماز اور خوف و خورج میں اعتدال کرنے اور توحید ۱۰۔ فرائض پر مقدم کرنا ۱۱۔
۱۲۔ ترمذی والی روایت ۱۳۔

لیکن نقل عبادت پیر اس کا تقدم من کل الوجوه ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو عورتوں کا ذکر کیا گیا، ایک تو نماز روزہ کثرت سے
کرتی تھی، (یعنی نوافل کیونکہ کثرت اسی میں ہو سکتی ہے) مگر اپنے ہمسایوں کو ایذا
پہنچاتی تھی۔ دوسری زیادہ نماز روزہ نہ کرتی تھی (یعنی صرف ضروریات پر اکتفا
کرتی تھی) مگر ہمسایوں کو ایذا نہ دیتی تھی، آپ نے پہلی کو دوزخی اور دوسری کو جنتی
فرمایا۔ اور باب معاملات سے گو اس حیثیت مذکورہ سے یہ مقدم نہیں کیونکہ
اس کے اخلاص سے بھی دوسروں کو ضرر پہنچتا ہے۔ مگر ایک دوسری حیثیت سے
یہ اس سے بھی اہم ہے۔ اور وہ یہ کہ گوعوام نہ ہی مگر خواص باب معاملات کو داخل
دین سمجھتے ہیں۔ اور باب معاشرت کو بجز اخص الخواص کے بہت خواص بھی داخل
دین نہیں سمجھتے۔ اور جو بعض سمجھتے بھی ہیں مگر معاملات کے برابر اس کو مہتمم بالشان
اعتقاد نہیں کرتے اور اسی وجہ سے عملاً بھی اس کا اعتناء کم کرتے ہیں، اور اخلاق باطنی
کی اصلاح عبادات مفروضہ کے حکم میں ہے، جو حیثیت تقدم معاشرت علی العبادات
کی اوپر مذکور ہو چکی ہے وہ یہاں بھی جاری ہے۔ غرض اس جزء یعنی باب معاشرت
کا سبب اجزاء دین سے مقدم و مہتمم بالشان ہونا کسی سے من وجہ اور کسی سے من وجہ
ثابت ہو گیا، مگر باوجود اس کے عوام کا تو بکثرت اور خواص میں سے بعض کا اسکی
طرف خود عملاً بھی التفات کم ہے اور جو کسی نے خود عمل بھی کیا، مگر دوسروں کو خواہ
وہ اجانب ہوں یا اپنے متعلقین ہوں روک ٹوک یا تعلیم و اصلاح کرنا تو مفقود محض
ہے، اس وجہ سے مدت سے اس کی ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ کچھ ضروری آداب
معاشرت جن کا اکثر اوقات موقع اور اتفاق پڑتا ہے، تحریر مضبوط کر دیے جائیں،

لے ترغیب و ترہیب مندری عن احمد و یزید بن جان و حاکم و ابویکرب بن ابی

۱۲۱۵ھ اہتمام

کے قابل ۱۲۱۵ھ پرواہ ۱۲

اور گو یہ احقر مدتوں سے اپنے متعلقین کو ایسے مواقع پر زبانی احتساب کرتا رہتا ہے
گو اس میں میری اتنی خطا ضرور ہے کہ بعض وقت مزاج میں حدیث پیدا ہوتی ہے
اللہ تعالیٰ معاف کر کے اصلاح فرمائے۔ اور اکثر وعظ میں بھی ایسے امور کی تعلیم و تبلیغ
کرتا ہوں، مگر حسب قول مشہور العلم صیّد والکتابۃ قید ہو بات تحریر میں
ہے تقریر میں کہاں، اس لئے تحریر ہی کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی تھی، مگر اتفاق
سے دیر ہی ہوتی گئی، خدا تے تعالیٰ کے علم میں اس کا یہی وقت مقدر تھا، اے اللہ اور
کیفما اتفق جو بات یاد آئے گی یا پیش آئے گی بلا کسی خاص ترتیب کے لکھتا
چلا جاؤں گا، اگر یہ سراسر سالہ بچوں بلکہ بڑوں کو بھی پڑھایا جائے تو انشاء اللہ
دنیا ہی میں لطف جنت نصیب ہونے لگے گا، جیسا کہا گیا ہے سہ
بہشت آنجا کہ آزار و نباشد کے رابا کے کار و نباشد

واللہ ولی التوفیق وهو خیر رفیق۔

ادب :- جب کسی کے پاس لئے یا کچھ کہنے جاؤ اور اس کو کسی شغل کی وجہ
سے فرصت نہ ہو، مثلاً قرآن کی تلاوت کر رہا ہے یا وظیفہ پڑھ رہا ہے یا قصداً
مقام خلوت میں بیٹھا کچھ لکھ رہا ہے، یا سونے کے لئے آمادہ ہے یا قراتن سے اور کوئی
ایسی حالت معلوم ہو جس سے غالباً اس شخص کی طرف متوجہ ہونے سے اس کا
حرج ہو گا یا اس کو گرائی و پریشانی ہوگی، ایسے وقت میں اس سے کلام و سلام
مت کرو، بلکہ یا تو چلے جاؤ، اور اگر بہت ہی ضرورت کی بات ہو تو مخاطب سے
پہلے پوچھ لو کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، پھر اجازت کے بعد کہہ دے، اس سے تنگی
نہیں ہوتی۔ اور یا فرصت کا انتظار کرو، جب اس کو فارغ و بکھول لو۔

ادب :- جب کسی کے انتظار میں بیٹھنا ہو تو ایسے موقع پر اور اس طور سے
مت بیٹھو کہ اس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ تم اس کا انتظار کر رہے ہو، اس سے

الحمد للہ کہ اب اس کی نوبت آئی، میں ہر عظیم کے لئے لفظ ادب کو سرحدی قرار دوں گا۔

خواہ مخواہ اس کا دل مشوش ہو جاتا ہے اور اس کی یکسوئی میں خلل پڑتا ہے، بلکہ اس سے دور اور نگاہ سے پوشیدہ ہو کر بیٹھو۔

ادب۔ مصافحہ ایسے وقت مت کرو کہ دوسرے کے ہاتھ لیے شغل میں رُکے ہوں کہ ہاتھ خالی کرنے میں اس کو غلجیان ہوگا، بلکہ سلام پر کفایت کرو اور اسی طرح مشغولی کے وقت میں بیٹھنے کے لئے منتظر اجازت مت رہو بلکہ خود بیٹھ جاؤ۔

ادب۔ بعض آدمی صاف بات نہیں کہتے، تکلف کے کنایات کے استعمال کو ادب سمجھتے ہیں، اس سے بعض اوقات مخاطب نہیں سمجھتا یا غلط سمجھتا ہے جس سے فی الحال یا فی المال پریشانی ہوتی ہے، بات بہت واضح کہنا چاہئے۔

ادب۔ بعض آدمی بلا ضرورت دوسرے شخص کی پشت کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں اس سے دل الجھتا ہے، یا پشت کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں، سو اگر وہ اپنی جگہ سے اٹھنا چاہے تو پیچھے نماز پڑھنے والے کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتا اور مجبوس ہو جاتا ہے اور اس سے تنگی ہوتی ہے۔

ادب۔ بعض آدمی مسجد میں ایسی جگہ نیت باندھتے ہیں کہ گزریوالوں کا راستہ بند ہو جاتا ہے مثلاً در کے سامنے یا دیوار شرقی سے بالکل مل کر پشت کی طرف سے نکلنے کی گنجائش رہے اور نہ سامنے سے بوجہ گناہ کے گزر سکے، سو ایسا نہ کرے، بلکہ دیوار قبلہ کے قریب ایک گوشہ میں نماز پڑھے۔

ادب۔ کسی کے پاس جاؤ تو سلام سے یا کلام سے یار و بر و بیٹھنے سے غرض کسی طرح سے اس کو اپنے آنے کی خبر دو۔ اور بدون اطلاع کے آڑ میں ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اس کو تمہارے آنے کی خبر نہ ہو، کیونکہ شاید وہ کوئی ایسی بات کرنا چاہے جس پر تم کو مطلع نہ کرنا چاہیے تو بدون اس کی رضا کے اس کے

راز پر مطلع ہونا بُری بات ہے۔ بلکہ اگر کسی بات کے وقت یہ احتمال ہو کہ تمہاری بے خبری کے گمان میں وہ بات ہو رہی ہے تو تم فوراً وہاں سے جدا ہو جاؤ یا اگر تم کو سوتا سمجھ کر ایسی بات کرنے لگے تو فوراً اپنا بیدار ہونا ظاہر کر دو۔ البتہ اگر تمہارے یا کسی اور مسلمان کی ضرر رسانی کی کوئی بات ہوتی ہو تو اس کو ہر طرح سے لینا درست ہے تاکہ حفاظت ضرر سے ممکن ہو۔

ادب ۱۔ کسی ایسے شخص سے کوئی چیز مت مانگو کہ قرائن سے یقین ہو کہ وہ باوجود گمراہی کے بھی انکار نہ کر سکے گا اگرچہ یہ مانگنا بطور قرض یا رعایت ہی کے ہو، البتہ اگر یہ یقین ہو کہ اس کو گمراہی ہی نہ ہوگی یا اگر گمراہی ہوتی تو یہ آزادی سے عذر کر دے گا تو مضائقہ نہیں۔ اور یہی تفصیل ہے کسی کام بتلانے میں کوئی فراموش کرنے میں کسی سے کسی کی سفارش کرنے میں اس میں آجکل بہت ہی تساہل ہے۔

ادب ۲۔ اگر کسی بزرگ کا جوہر اکٹھا ناچا ہو تو جس وقت وہ پاؤں سے نکال رہے ہوں اس وقت ہاتھ میں مت لو، اس سے بعض اوقات دوسرا آدمی گر پڑتا ہے۔

ادب ۳۔ بعض اوقات بعض خدمت دوسرے سے لینا پسند نہیں ہوتا سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہئے۔ کہ خود مخدوم کو تکلیف ہوتی ہے، اور یہ بات اس مخدوم کی صریح مانعت یا قرائن سے معلوم ہوتی ہے۔

ادب ۴۔ کسی کے پاس بیٹھنا ہو تو نہ اس قدر مل کر بیٹھو کہ اس کا دل گھبرا دے اور نہ اس قدر فاصلے سے بیٹھو کہ بات چیت کرنے میں حلقہ ہو۔

ادب ۵۔ مشغول آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کو مت تنکوا کہ اس سے

دل بٹتا ہے اور دل پر بوجھ معلوم ہوتا ہے، بلکہ خود اس کی طرف متوجہ ہو کر بھی مت بیٹھو۔

ادب۔ اگر کسی کے ہاں مہمان جاؤ اور تم کو کھانا کھانا منظور نہ ہو خواہ تو اس وجہ سے کہ کھا چکے ہو یا روزہ ہو یا کسی وجہ سے کھانے کا ارادہ نہ ہو تو فوراً جاتے ہی اس کی اطلاع کرو کہ میں اس وقت کھانا نہ کھاؤں گا، ایسا نہ ہو کہ وہ انتظام کرے اور انتظام میں اس کو تعب بھی ہو پھر کھانے کے وقت اس سے یہ اطلاع کرو تو اس کا یہ سب اہتمام و طعام ضائع ہی گیا۔

ادب۔ اسی طرح مہمان کو چاہئے کہ کسی کی دعوت بدون میزبان سے اجازت حاصل کئے ہوئے قبول نہ کرے۔

ادب۔ اسی طرح مہمان کو چاہئے کہ جہاں جاتے میزبان سے اطلاع کر دے تاکہ اس کو کھانے کے وقت تلاش میں پریشانی نہ ہو۔

ادب۔ کوئی حاجت لے کر کہیں جائے تو موقع پا کر فوراً اپنی بات کہہ دے۔ انتظار نہ کر لے۔ بعض آدمی پوچھنے پر تو کہہ دیتے ہیں کہ صرف ملتے آئے ہیں جب وہ بے فکر ہو گیا اور موقع بھی نہ رہا، اب کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ کہنا ہے، تو اس سے بہت اذیت ہوتی ہے۔

ادب۔ اسی طرح جب بات کرنا ہو، سامنے بیٹھ کر بات کرے، پشت پر سے بات کرنے سے الجھن ہوتی ہے۔

ادب۔ کوئی چیز کئی شخصوں کے استعمال میں آتی ہے تو جو شخص اس کو اٹھا کر کام لے بعد فراغ جس جگہ سے اٹھائی تھی وہاں ہی رکھ دے۔ اس کا بہت اہتمام کرے۔

ادب۔ بعض دفعہ کسی ایسے موقع پر جہاں ہر وقت چار پائی نہیں بچھی رہتی سونے یا بیٹھنے کے لئے چار پائی بچھانی جاتی ہے، سو جب فراغ ہو جاوے اس جگہ سے اٹھا کر کہیں ایک طرف رکھ دے، تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

ادب ۱۔ کسی کا خط جس کے تم مکتوب الیہ نہ ہو مت دیکھو، نہ حاضرانہ جیسے بعض آدمی لکھتے ہیں دیکھتے جاتے ہیں، اور نہ غائبانہ۔

ادب ۲۔ اسی طرح کسی کے سامنے کاغذات رکھے ہوں، ان کو اٹھا کر مت دیکھو، شاید وہ شخص کسی کاغذ کو تم سے پوشیدہ کرنا چاہتا ہے، گو وہ چھپا کیوں نہ ہو، کیونکہ بعض دفعہ وہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کاغذ کا اس شخص کے پاس ہونا تم کو معلوم ہو۔

ادب ۳۔ جو شخص کھانے کے لئے جا رہا ہو یا بلایا گیا ہو اس کے ساتھ اس مقام تک مت جاؤ، کیونکہ صاحب خانہ شرما کر کھانے کی تو اصرار کرتا ہو، اور دل اندر سے نہیں چاہتا، اور بعض جلدی قبول کر لیتے ہیں تو صاحب خانہ کی بلا رضا کھانا کھایا اور اگر قبول نہ کیا ہو تو صاحب خانہ کی بیگنی ہے۔ پھر خود صاحب خانہ کا اول و ہلہ میں تردد یہ بھی مستقل ایذا ہے۔

ادب ۴۔ جب کسی شخص سے کوئی حاجت پیش کرنا ہو، جس کو پہلے بھی ذکر کر چکا ہو تو دوبارہ پیش کرنے کے وقت بھی پوری بات کہنا چاہئے۔ قرأتیں پر یا پہلی بات کے بھروسہ پر نا تمام بات نہ کہے، ممکن ہے مخاطب کو پہلی بات یاد نہ رہی ہو، اور غلط سمجھ جائے یا نہ سمجھنے سے پریشان ہو۔

ادب ۵۔ بعض آدمی پیچھے پیچھے کر کھنکارا کرتے ہیں تاکہ کھنکارنے کی آواز سن کر یہ شخص ہم کو دیکھے اور پھر ہم سے بات کرے، سو اس حرکت بخت اذیت ہوتی ہے اس سے تو یہی بہتر ہے کہ سامنے آ بیٹھے، اور جو کچھ کہنا ہو کہہ دے، اور مشغول آدمی کے ساتھ یہ بھی جب کرے کہ سخت ضرورت ہو، ورنہ بہتر یہی ہے کہ اس کے فارغ ہونے تک بیٹھ جاؤ کہ اس کو اس کے آنے کی اطلاع بھی نہ ہو، ورنہ اس سے بھی احیاناً پریشان ہو جاتا ہے، پھر جب یہ فارغ ہو جائے پاس

آئیٹھے اور جو کچھ کہنا ہو کہ سن لے ۱۔

ادب ۲۵۔ جو آدمی تیزی کے ساتھ جارہا ہو راستہ میں اس کو مصافحہ کے لئے مت روکو، کہ شاید اس کا کوئی عرج ہو، اسی طرح اس کو ایسے وقت میں کھڑا کر کے بات مت کرو۔

ادب ۲۶۔ بعض آدمی مجلس میں پہنچ کر سب کے الگ الگ مصافحہ کرتے ہیں، اگرچہ سب سے تعارف نہ ہو، جس میں بہت وقت صرف ہوتا ہے، اور فراغ تک تمام مجلس مشغول و پریشان رہتی ہے مناسب یہ ہے کہ جس کے پاس قصد کر کے آتے ہو اس کے مصافحہ پر کفایت کرو، البتہ اگر دوسروں سے بھی تعارف ہو تو مصافحہ نہیں۔

ادب ۲۷۔ اگر کہیں جائے اور صاحب خانہ سے کچھ حاجت یا فرمائش کرنا ہو مثلاً کسی بزرگ سے کوئی تبرک لینا ہو تو ایسے وقت میں اس کو ظاہر کر دو اور درخواست کرو کہ اس شخص کو اس کے پورا کرنے کا وقت بھی ملے۔ بعض آدمی عین رخصت ہونے کے وقت فرمائش کرتے ہیں تو اس میں صاحب خانہ کو بہت تنگی پیش آتی ہے وقت تو محدود ہوتا ہے کیونکہ مہمان جانے پر تیار ہے اور ممکن ہے کہ اس محدود وقت کے اندر اس کو مہلت نہ ہو، کسی کام میں مشغول ہو پس نہ تو اس کے کام کا سرج گوارا ہی نہ اس درخواست کا رد کرنا گوارا ہے تو اس سے بہت تنگی پیش آتی ہے۔ تو ایسا کام کرنا جس سے دوسرے شخص کو تنگی ہو روا نہیں۔ اور تبرک مانگنے میں اس کا بھی لحاظ رکھو کہ وہ چیز ان بزرگ سے بالکل زائد ہو۔ ورنہ سہل یہ ہے کہ چیز اپنے پاس سے یہ کہہ کر ان کو دے دو کہ آپ اس کا استعمال کر کے ہم کو دیجئے۔

ادب ۲۸۔ بعض آدمی تھوڑی بات پکار کر کہتے ہیں اور تھوڑی بات بالکل سہتم کہ بالکل سنائی ہی نہ دے یا نام تمام سنائی دے اور دونوں صورتوں میں ممکن ہے

کہ سامع کو غلط فہمی یا تردد و الجھن ہو اور دونوں کا نتیجہ ناگوار ہے، بات کے ہر جز کو بہت صاف کہنا چاہئے۔

ادب۔ بات کو اچھی طرح توجہ سے سننا چاہئے اور اگر کچھ شبہ رہے تو مشکل سے فوراً دوبارہ تحقیق کرنا چاہئے بے سمجھے محض اجتہاد سے عمل نہ کرے، بعض اوقات غلط فہمی کے ساتھ عمل کرنے سے مشکل کو اذیت ہوتی ہے۔

ادب۔ اگر کوئی اپنا مطالعہ کوئی کام بتلاتے تو اس کو پورا کر کے ضرور اطلاع دینا چاہئے، اکثر اوقات وہ انتظار میں رہتا ہے۔

ادب۔ کہیں مہمان جاتے تو وہاں کے انتظامات میں مہمان ہونے کی حیثیت سے ہرگز دخل نہ دے، البتہ اگر میزبان کوئی خاص انتظام اس کے سپرد کر دے تو اس کے اہتمام کا مضائقہ نہیں۔

ادب۔ جب اپنے سے بڑے کے ساتھ ہو بدون اس کی اجازت کے مستقل کوئی کام نہ کرنا چاہئے۔

ادب۔ ایک نووارد شخص سے پوچھا گیا کہ تم کب جاؤ گے؟ اس نے جواب دیا جب حکم ہو۔ اس پر تعلیم کی گئی کہ یہ مہمل جواب ہے، مجھ کو کیا خبر کہ تمہاری کیا حالت ہے، کیا مصلحت ہے، کس قدر گناہش وقت میں ہے۔ یوں چاہئے کہ جواب میں اپنے ارادہ سے اطلاع دے، اور اگر ایسا ہی ادب و اطاعت و توفیق کا غلبہ ہے تو بعد اطلاع ارادہ کے اتنا اور کہہ دے کہ میرا تو ارادہ اس طرح ہے، آگے جس طرح حکم ہو۔ غرض ایسا جواب مت دو کہ پوچھنے والے پر ہار پڑے۔

ادب۔ ایک طالب علم نے کسی کے لئے تعویذ درود روزہ مانگا، اس کو تعلیم کیا گیا کہ طالب علم کو دوسروں کے حوائج دنیویہ پیش نہ کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص اس سے ایسی فرمائش کرے تو عذر کر دے کہ ہم کو اس سے متناکر و خلاف ادب ہے۔

ادب۔ ایک طالب علم مہمان آتے جو پہلے بھی آتے تھے اور دوسری جگہ ٹھہرے تھے، اور اب کی بار یہاں ٹھہرنے کے قصد سے آئے مگر ظاہر نہیں کیا کہ اس دفعہ متعدد پاس ٹھہرا ہوں۔ اس لئے کھانا نہیں بھیجا گیا، بعد میں پوچھنے سے معلوم ہوا، کھانا منگا یا گیا، اور ان کو فحاش کی کہ ایسی حالت میں از خود ظاہر کر دینا چاہتی تھیں، کیونکہ بے کہے کیسے معلوم ہو، اور بوجہ اس کے کہ پہلے اور جگہ قیام کیا تھا، کیسے احتمال ہو کہ خود ہی پوچھ لیا جائے۔

ادب۔ مہمان را با فضولے چه کار، ایک مہمان نے دوسرے مہمان سے کہا تھا کہ کھانا تیار ہے۔

ادب۔ ایک مہمان صاحب نے میزبان کے خادم سے پانی یہ کہہ کر مانگا کہ پانی لاؤ۔ فرمایا کہ ٹھکم کا لہجہ ہرگز نہیں چاہتے۔ یہ بد اخلاقی ہے۔ یوں کہنا چاہتی کہ تھوڑا پانی دیتے گا۔

ادب۔ ہدیہ کے آداب میں یہ ہے کہ اگر کچھ درخواست کرنی ہو تو ہدیہ نہ دے۔ اس میں مہدی الیہ کو یا تو مجبور ہونا پڑتا ہے یا ذلیل۔ اسی طرح ہدیہ سفر میں بعض اتنی مقدار میں دیتے ہیں کہ لیجانا زحمت ہوتا ہے، اگر ایسا شوق ہو مقام قیام پر پارسل کے ذریعہ سے بھیج دے۔

ادب۔ (بدنی خدمت شیخ پہلی ملاقات میں کرنا سخت بار معلوم ہوتا ہے اگر شوق ہے پہلے بے تکلفی پیدا کرے۔

ادب۔ اگر مجلس میں کوئی خاص گفتگو ہو رہی ہو تو نئے آنے والے کو یہ چاہئے کہ خواہ مخواہ سلام کر کے اپنی طرف متوجہ کر کے سلسلہ گفتگو میں مزاحم نہ ہو، بلکہ چاہئے کہ چپکے سے نظر بچا کر بیٹھ جائے، پھر موقع سے سلام وغیرہ کر سکتا ہے۔

ادب۔ کھانے پر اصرار تکلف کے ساتھ خلاف مصلحت مہمان نہ چاہئے۔

ادب۔ خواہ مخواہ پیٹھ کے پیچھے بیٹھنا سخت بار معلوم ہوتا ہے، تعلیم کے لئے
 ہر نشست و برخاست کے موقع پر اکثر باوجود ضرورت اٹھنے سے مانع ہوتا ہے، نہیں چاہتے۔
ادب۔ جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو اس کو ہٹا کر اپنا جوتہ رکھ کر جگہ کر کے سجد
 وغیرہ میں نہ جانا چاہئے، جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو وہ اسی کا حق ہے، وہیں آکر
 دیکھے گا، نہ لے گا پریشان ہو گا۔

بہشت آنجا کہ آزار سے نباشد

ادب۔ وظیفہ پڑھتے وقت خاص طور سے قریب بیٹھ کر انتظار کرنا
 قلب کو متعلق کر کے وظیفہ کو محفل کرتا ہے، البتہ اپنی جگہ بیٹھا ہو تو کچھ عرج نہیں۔
ادب۔ بات ہمیشہ صاف اور بے تکلف کہہ دے، تکلیف کی تہمید
 وغیرہ نہ کرے۔

ادب۔ کسی کے توسط سے بلا ضرورت پیغام نہ پہنچائے، جو کچھ کہنا ہو
 خود بے تکلف کہہ دے۔

ادب۔ ہدیہ کے بعد فوراً ہدیہ دینے والے کے سامنے اس رسم کو
 چندہ خیر میں بھی دینا دل شکنی ہے، ایسے وقت میں دے کہ اس کو معلوم نہ ہو۔
ادب۔ ایک دیہاتی کچھ باتیں کر رہا تھا، بعض باتیں بے تمیزی کی بھی
 کرنے لگا۔ ایک شخص نے اہل مجلس میں سے اشارہ سے اس کو روک دیا، اس
 شخص کو سختی سے تنبیہ کی کہ تم کو اس کے روکنے کا کیا حق تھا۔ تم لوگوں کو مرغوب
 کرتے ہو، میری مجلس کو فرعون کی مجلس بناتے ہو، اگر کہا جائے کہ بے تمیزی کرتا تھا
 سو بے تمیزی سے روکنے کے لئے خدا نے مجھ کو بھی زبان دی ہے۔ تم کیوں دخل
 دیتے ہو، اور اس دیہاتی سے کہا کہ جو کچھ کہنا ہے آزادی سے کہو۔

ادب۔ اپنے بزرگ کے ساتھ اگر ان کے بعض متعلقین کی بھی دعوت

کرے تو خود اُن سے نہ کہے کہ فلاں کو بھی لیتے آئیے۔ بعض اوقات یاد نہیں رہتا
و نیز اپنا کام اُن سے لینا خلافِ ادب بھی ہے، بلکہ اُن سے اجازت لے کر اس متعلق
سے خود کہہ دے اور اس متعلق کو بھی چاہئے کہ اپنی بزرگی پوچھ کر منظور کرے۔

ادب :- ایک شخص گلاس میں پانی لاتا تھا، کبھی اپنے لئے پڑھواتا تھا،
کبھی کسی اور کے لئے، مگر بدون پوچھے یہ نہیں بتلاتا تھا کہ اس وقت کس کے لئے
پڑھواتا ہوں اس کو فہمائش کی گئی کہ مجھ کو علم غیب نہیں امتیاز کا اور کوئی قرینہ
اصطلاحیہ بھی مقرر نہیں کیا گیا تو ہر بار میں استفسار کا بار مجھ پر رکھنا یہ بھی خلافِ
تہذیب ہے۔ گلاس رکھ کر از خود یہ کہہ دیا کرو کہ فلاں شخص کے لئے پڑھواتا ہے۔
ادب :- بعض لوگ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ایک توفیق دے دو، اور
بدون پوچھے نہیں بتلاتے کہ کس بات کا، اس میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔

ادب :- ایک شخص نے کچھ آٹا لا کر رکھ دیا کہ یہ لایا ہوں اور یہ نہیں کہا
کس واسطے، اس کو واپس کر دیا کہ جب تک پیش کرنے کے ساتھ از خود یہ نہ کہو کہ
کہ میرے واسطے لاتے ہو یا مدرسہ کے لئے، اس وقت تک نہ لیا جائے گا۔

ادب :- استنجا خانہ کو جاتے ہوئے دیکھا کہ ایک طالب علم وہاں پیشاب
کر رہا ہے، اس کے فارغ ہونے کے انتظار میں ذرا فاصلے سے آڑ میں کھڑا ہو گیا،
جب زیادہ دیر ہو گئی تو سامنے ہو کر دیکھا تو وہ طالب علم صاحبِ پیشاب سے
فارغ ہو کر استنجا خشک کرنے کے لئے بھی وہیں کھڑے ہیں اس ان کو فہمائش
کی گئی کہ اب اس جگہ کو مجبوس کرنے کی کیا ضرورت ہے، یہاں سے ہٹ کر
استنجا خشک کرنا چاہئے تھا۔ بعض لوگ لحاظ کے سبب اس جگہ کے خالی
ہونے کے منتظر رہتے ہیں، دوسرے کے ہوتے ہوئے آتے ہوئے شرماتے ہیں،
ادب :- ایک شخص کو دیکھا کہ استنجا سکھلاتا ہوا ایک عام گزرگاہ پر

ٹہل رہا ہے اس پر فہمائش کی کہ حشی الامکاں لوگوں کی نظر سے چھپ کر استہنی
سکھانا چاہتے جس قدر بھی دوری ممکن ہو۔

ادب :- مجھ کو مدرسہ کی ایک کتاب کی ضرورت ہوتی جو میرے ایک
دوست کے پاس امانت تھی۔ اس وقت موجود نہ تھے، میں نے اُن کے
بیٹھے کی جگہ اس کی تلاش کرائی نہ ملی، خود دیکھنے اٹھا نہ ملی۔ دفعۃً کسی کی نظر
پڑی کہ اسی جگہ ایک طالب علم صاحب وہاں ہی بیٹھے تکرار کسی کتاب کا کر رہے
ہیں اور سر کے نیچے بطور تکیہ کے وہ مدرسہ کی کتاب رکھ چھوڑی ہے جو ان کی کتاب
کے نیچے ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتی۔ دفعۃً وہ پہچانی گئی، تب وہ ملی۔ ان طالب علم
صاحب کو ملامت کی گئی کہ بلا اطلاع کسی کی چیز کا استعمال کرنا اول تو ناجائز ہے۔
دوسرے اس میں یہ خرابی ہے کہ تمہاری بدولت اتنی دیر تک کئی آدمی پریشان
رہے۔ ایسی حرکتیں مت کیا کرو۔

ادب :- کوئی اپنا بزرگ کسی کام کی فرمائش کرے تو اس کو انجام دے کر
اطلاع بھی دینا چاہئے تاکہ اس بزرگ کو انتظار سے انتشار نہ ہو۔

ادب :- پنکھا بھینے والوں کو کئی رعایت رکھنے کے لئے کہا گیا، اول تو یہ
کہ پہلے پنکھے کو ہاتھ سے یا کپڑے سے خوب جھاڑو، کیونکہ بعض اوقات پنکھے کے فرش
پر پڑے رہنے سے اس میں کچھ گرد و غبار بھی کوئی باریک ساریزہ مٹی کا یا چونے کا
یا کنکر کا لگا رہتا ہے اور حرکت دینے سے وہ آنکھ وغیرہ میں جا پڑتا ہے، جس کو تکلیف
ہوتی ہے، دوسرے ہاتھ ایسے انداز سے رکھو کہ نہ تو سر وغیرہ میں لگے، اور نہ اس قدر
اونچا رہے کہ ہوا ہی نہ لگے۔ اور ایسے زور سے بھی مت جھکو جس سے دوسرا پریشان
ہو۔ تیسرے اس کا خیال رکھو کہ کسی پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو ایذا نہ ہو، مثلاً پنکھا
اس کے منہ سے اڑا دیا جائے، یا دیوار کی طرح اس کے سامنے بطور آڑ کے ہو جائے۔

ہو تھے جب مخدوم اٹھنے کو ہو تو خیال رکھو کہ پہلے ہی پنکھا ہٹا لو تاکہ لگ نہ جائے،
 پانچویں اگر کوئی کاغذ وغیرہ بکالنے لگیں تو پنکھا روک لو، مشین کی طرح تار باندھ دو،
ادشہ :- بعض طبائع پر ایسے شخص سے ہدیہ لینا گراں گذرتا ہے جن کی
 کوئی حاجت ان سے متعلق ہو، مثلاً دعا کرانا، کوئی تعویذ لینا، سفارش کرانا،
 خرید ہونا، و مثل ذلک، سو اس کی بہت احتیاط رکھے۔ ہدیہ تو محض محبت سے
 ہونا چاہئے جس میں کوئی غرض نہ ہو، اگر کوئی حاجت ہی ہو تو اس کے ساتھ نہ ملاؤ
 بلکہ جب حاجت پیش کرے تو یہ شبہ نہ ہو کہ وہ ہدیہ اس واسطے دیا تھا، اور جب
 ہدیہ پیش کرے تو یہ شبہ نہ ہو کہ کسی حاجت کے لئے دیا ہے۔

ادشہ :- ایک صاحب نے میرے لئے قبل از نماز صبح اس خیال سے
 کہ میں گھر سے آکر وضو کروں گا، لوٹا پانی کا بھر کر اور اس پر مسواک رکھ کر رکھ دیا۔
 جب میں مسجد میں آیا تو اتفاق سے مجھ کو وضو تھا، سیدھا مسجد میں چلا گیا، مگر مسجد
 میں پہنچ کر اتفاق سے بلا قصد اس لوٹے پر نظر پڑی، اپنی مسواک پہچان کر سمجھا
 کہ یہ لوٹا میرے لئے رکھا گیا ہے۔ میں نے تحقیق کیا کہ کس نے رکھا ہے، بہت
 تشویش کے بعد رکھنے والے نے خود ظاہر کیا، میں نے اس وقت مجھلا اور نماز
 پڑھ کر مفضلان صاحب کو فہمائش کی کہ دیکھو تم نے محض احتمال پر کہ شاید میں
 وضو کروں لوٹا بھر کر رکھ دیا، اور یہ احتمال نہ ہوا کہ شاید وضو ہو، چنانچہ وہ تمھارا
 واقع میں غلط نکلا۔ اور یہ دوسرا احتمال واقع ہوا تو اس صورت میں اگر اتفاق
 سے میری نظر لوٹے پر نہ پڑتی اور رکھنے والے خود بھی غائب تھے تو یہ لوٹا یوں ہی
 بھرا ہوا رکھا رہتا، اور کوئی اس کو ہیرت نہ سکتا۔ اول تو اس کے بھرے ہو نیکی
 وجہ سے کہ یہ قرینہ ہے کہ کسی نے اپنے لئے رکھا ہے اور دوسرے اس پر مسواک
 رکھے رہنے کے سبب سے کہ یہ تو عادتاً قرینہ قطعہ ہے دوسروں کو استعمال سے

روکنے کا پس جب اس کو کوئی نہیں خرچ کر سکتا تو تم نے ایسی چیز کو بلا ضرورت
مجبوس کیا جس کے ساتھ نفع عام متعلق ہے جو کہ اس کی وضع و نیت واقف کے خلاف
ہے تو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے، یہ لوٹے کے متعلق ہوا، اب مسواک رہی سو تم نے
بلا ضرورت اس کو محفوظ جگہ سے ہٹا ایک غیر محفوظ جگہ میں رکھ دیا۔ اور چونکہ اس کا
انتظام نہیں کیا گیا کہ رکھنے کے بعد اس کی نگرانی بھی کی جائے کہ بعد فراغ اس کو
پھر پہلی جگہ رکھ دیا جائے، کیونکہ لوٹے پر رکھ کر بزرگ خود یقین کر لیا گیا کہ فلاں
شخص اس کو استعمال کرے گا اور استعمال کرنے کے اٹھا کر بھی رکھ دے گا۔ تو اس لڑی
اس کو ضیاع کے خطرہ میں ڈال دیا۔ تمہاری یہ خدمت اتنے نا جائز امور اور
کلفتوں کا سبب ہوتی۔ آئندہ سے کبھی ایسا مت کرو یا تو اجازت لے کر
ایسا کرو، یا جس وقت دیکھو کہ وضو کے لئے آمادہ ہے اس وقت مضائقہ نہیں
ورنہ بے قاعدہ خدمت سے بچاتے راحت کے اور انٹی کو فٹ ہوتی ہے۔
دطیفہ۔ یہی حال ہے بدعات کا کہ صورت ان کی طاعت کی ہے، جیسے یہ
صورت خدمت تھی، مگر اس میں مفاسد مخفی و مضمحل ہوتے ہیں جن کو کم فہم نہیں سمجھتے
جیسے اس خدمت میں باریک خرابیاں تھیں، جن کو خدمت کر نیوالے نے نہ جانہ
ادب۔ ایک طالب علم نے مدرسہ ہی میں ایک رقعہ میں حاجت
کہڑے کی لکھوا کر دوسرے طالب علم کے ہاتھ بھیجا۔ درخواست کنندہ کو بلا کر
اس کی وجہ پوچھی گئی اس نے بیان کیا کہ مجھ کو کوئی کام نکل آیا تھا اس لڑو دوسرے
کے ہاتھ بھیج دیا، اس پر فہمائش کی گئی کہ ایک تو اس میں قلب ادب ہے کہ باوجود
ہر وقت ایک جگہ رہنے کے محض بسبب ایک کام نکل آنے کے، نہ کہ بسبب
نجات و حیا۔ کہ ابھی ایک درجہ میں عذر ہوتا ہے، خود آکر استدعا نہیں کی
دوسرے کے ہاتھ پیام بھیجا جو کہ مساوات کے درجہ میں ہوتا ہے، دوسرے

اس میں بے رغبتی کی صورت ہے کہ بیگاری مالذی۔ تیسرے اس میں دوسرے سے خدمت لیتا ہے ابھی سے محذومیت سیکھتے ہو، او یہ بھی کہا کہ اس بے تمیزی کی سزا یہ ہے کہ چار روز کے لئے یہ درخواست واپس کرتا ہوں۔ پھر اپنے ہاتھ سے دینا، چنانچہ چوتھے روز پھر اپنے ہاتھ سے درخواست دی اور خوشی سے لے لی گئی؛

ادب۔ چند مواقع پر کئی شخصوں کو فہاش کی گئی کہ بات بہت صاف لفظوں میں کہو کہ سمجھنے میں غلطی نہ ہو۔

ادب۔ آجکل کی سفارش جبر و اکراہ ہے کہ اپنے اثر سے دوسروں پر زور ڈالتے ہیں جو شرعاً جائز نہیں۔ اگر سفارش کرو تو اس طرح سے کہ مخاطب کی آزادی میں ذرہ برابر خلل نہ پڑے وہ جائز بلکہ صواب ہے۔

ادب۔ اسی طرح کسی کی وجاہت سے کام نہ لانا مثلاً کسی بڑے آدمی سے قرابت ہے اور اس کے کسی معتقد یا اثر ماننے والے کے پاس اپنی کوئی حاجت لے جائے اور قرأت سے معلوم ہو کہ وہ بطیب خاطر اس حاجت میں سعی نہ کرے گا بلکہ محض اس بڑے آدمی کے تعلق اور اثر سے کہ بے توجہی میں وہ ناراض نہ ہو جائے تو اس طرح سے کام نہ لانا یا کام کی فرمائش کرنا حرام ہے۔

ادب۔ ایک شخص نے تعویذ مانگا۔ اس کو ایک وقت معین پر آنے کو کہدیا وہ دوسرے وقت آیا اور آکر تعویذ مانگا۔ اور کہا کہ مجھ کو تم نے بلایا تھا آیا ہوں۔ اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کس وقت بلایا تھا، میں نے پوچھا کہ بھائی کس وقت آنے کو کہا تھا اب اس نے وقت بتلایا، میں نے کہا کہ اب تو دوسرا وقت ہے، جس وقت بلایا تھا اس وقت آنا چاہئے تھا۔ اس نے کسی کام کا عذر کیا۔ میں نے کہا کہ جس طرح تم کو اس وقت عذر تھا، ہم کو اس وقت عذر ہے۔ اب یہ کیسے ہو کہ نہر وقت ایک ہی کام کے لئے

بیٹھا رہوں، اپنا کوئی کام نہ کروں۔

ادب۔ ایک طالب علم نے دوسرے طالب علم کے ذریعہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا اور خود پوشیدہ سُسنے کھڑا ہو گیا۔ اتفاقاً میں نے دیکھ لیا، پاس بلا کر دھمکا کر سمجھایا کہ چوروں کی طرح چھپ کر سُسنے کے کیا معنی؟ کیا کسی نے یہاں آنے سے منع کیا ہے؟ اور اگر شرم آتی تھی تو اپنا فرستادہ سے جواب پوچھ لیتے۔ چھپ کر کسی کی باتیں سُنا عیب اور گناہ کی بات ہے کیونکہ ممکن ہے کہ متکلم کوئی ایسی بات کرے جس کو اس سُسنے سے مخفی کرنا چاہیے۔

ادب۔ ایک شخص فسرشی پنکھا کھینچنے لگے۔ میں کسی کام کو اٹھنے لگا تو انھوں نے پنکھے کی رستی اپنی طرف زور سے کھینچ لی تاکہ پنکھا میرے سر میں نہ لگے۔ میں نے سمجھایا کہ ایسا مت کرو، اگر میں پنکھے کی جگہ خالی دیکھ کر اسی جگہ کھڑا ہو جاؤں اور اتفاق سے رستی تمہارے ماتھے سے چھوٹ جائے تو پنکھا سر میں آکر لگے، بلکہ یہ چاہئے کہ رستی بالکل چھوڑ دو تاکہ پنکھا اپنی جگہ آکر مستقر ہو جائے، پھر اُٹھنے والا خود سنبھل کر اُٹھ جائے۔

ادب۔ مہمان کو چاہئے کہ اگر مرج کم کھانے کا عادی ہو یا پرہیزی کھانا کھانا ہو تو پہنچتے ہی میزبان سے اطلاع کر دے۔ بعض لوگ جب کھانا دسترخوان پر آجاتا ہے اس وقت خڑے پھیلاتے ہیں۔

ادب۔ دسترخوان پر بعض اوقات شکر بھی ہوتی ہے، اس وقت بعض خادم اس طرح پنکھا بھلتے ہیں کہ شکر برتن سے اڑنے لگتی ہے، اور بعض اوقات اس برتن سے جب گچھ میں لیتے ہیں تو گچھ میں سے اڑنے لگتی ہے سو خادم کو ان باتوں کی تمیز چاہئے۔

ادب۔ بھائی کے گھر سے ایک بند خط میرے پاس اپنا کارندہ کے

اتھ بھجوا گیا تاکہ اس کو ڈاک میں چھوڑ دیا جائے اور میں ہی اس کی فرمائش کروا رہا تھا کیونکہ اس خط کا مجھ سے تعلق تھا۔ راہ میں کارندہ نے دیکھا کہ اس وقت ڈاک لیکر ہرکارہ اسٹیشن جاتا ہے۔ کارندہ صاحب نے یہ خیال کر کے کہ ڈاکخانہ میں جانے سے کھل نکلے گا اس ہرکارہ کو دے دیا کہ آج ہی روانہ ہو جائے گا، کیونکہ ہرکارہ ریل کے سب پوسٹ ماسٹر کو دے دیگا۔ اب میں اس کا منتظر کہ بھائی کے گھر والے میرے پاس خط بھیجیں گے۔ جب وہ خط آیا تو میں نے تحقیق کیا اس وقت یہ سب قصہ معاوم ہوا۔ میں نے کارندہ صاحب کو بلا کر ہمائش کی کہ تم نے امانت میں بلا اذن کے کیسے تصرف کیا، تم کو کیا معلوم کہ میرے پاس بھیجنے میں کیا مصلحت تھی، اور تم کو کیا معلوم کہ ڈاکخانہ کے ذریعے بھیجنے کو ہرکارہ کے ہاتھ بھیجنے پر کس مصلحت کے ترجیح دیتا، تم نے اپنے اجتہاد فاسد سے یہ سب مصلحتیں برباد کیں۔ تم کو دخل دینا کیا ضرور تھا۔ تمہارا کام صرف اس قدر تھا کہ وہ خط میرے پاس پہنچا دیتے۔ کارندہ نے معذرت کی کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ **ادب**۔ ایک طالب علم بازاریں ٹانگی اجازت لینے کے لئے آیا اور کھڑا ہو گیا۔ میں کسی بات میں مشغول ہو گیا۔ وہ میرے انتظار فراغ میں کھڑا رہا اور مجھ کو اس کا کھڑا ہونا بوجہ صورت تقاضہ کے بار معلوم ہوا۔ میں نے سمجھا کہ اس سے طبیعت تنگ ہوتی ہے، تم کو چاہئے تھا کہ جب مشغول دیکھا تھا بیٹھ جاتے اور جب فارغ دیکھتے گفتگو کرتے۔ **ادب**۔ ایک مہمان نے بقصد ہدیہ دینے کے دو روپے میرے قلمدان میں رکھ دیے اور مجھ کو خبر نہیں کی، میں نماز عصر کو اٹھا قلمدان وہیں رکھا رہا۔ نماز کے بعد کسی ضرورت سے قلمدان منگایا تو اس میں دو روپے دیکھے، پوچھا گیا تو کسی قدر توقف سے ان صاحب نے اسکی اطلاع کی۔ میں نے وہ دو روپے یہ کہہ کر واپس کر دیے کہ جب تم کو ہدیہ دینا نہیں آیا تو ہدیہ دینا ہی کیا ضرور۔ کیا یہی طریقہ ہے دینے کا، اول تو ہدیہ دیتے ہیں راحت

و مسرت پہنچانے کو اور جب اس کی تحقیقات میں اس قدر پریشانی ہوتی تو اس
 کی غرض ہی فوت ہو گئی۔ دوسرے اگر قلمدان میں سے کوئی لے جاتا جس کی نہ تمکو
 خبر ہوتی اور نہ مجھ کو، تو تم اس گمان میں رہتے کہ ہم نے دوڑ دیے دیے۔ اور میں
 اس سے ذرا بھی منتفع نہ ہوتا تو مفت کا احسان ہی میرے سر پر رہتا۔ تیسرے اگر کوئی
 لے بھی نہ جاتا اور میرے ہی ہاتھ آتے تب بھی مجھ کو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ یہ کس نے
 دیے اور کس کو دیے اور جب نہ معلوم ہوتا تو چند روز امانت رکھنے پر مجھ کو بار ہوتا
 پھر نقطہ کی مد میں صرف کر دیا جاتا۔ یہ ساری مصیبت تکلف کی ہے۔ سیدھی
 بات تو یہ ہے کہ جس کو دینا ہو اس کے ہاتھ میں سپرد کر دے۔ اور اگر مجمع سے
 لحاظ معلوم ہو تو تنہائی میں دیدے۔ اور اگر تنہائی میں نہ ہو تو کہہ دے کہ میں
 تنہائی میں کچھ کہوں گا۔ پھر تنہائی ہو دے دے۔ اور مہدی الیہ کو مناسب ہے
 کہ اس ہدیہ کو ظاہر کر دے، خواہ مہدی کے ہوتے ہوئے خواہ اس کے چلے جانیکے
 بعد جب کہ اس کے شرمیلے کا احتمال ہو۔ **دوسرا**۔ ایک سفر میں
 ایک موضع میں لوگوں نے بلایا۔ وہاں سے جب رخصت ہو کر چلنے لگا تو گاؤں
 والوں نے چاہا کہ تھوڑا تھوڑا سب بکجا جمع کر کے کچھ ہدیہ پیش کریں۔ مجھ کو اطلاع
 ہوئی، میں نے منع کر دیا کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کریں۔ اس میں ایک خرابی
 تو یہ ہے کہ بعض اوقات تحریک کرنے والے اس کا لحاظ نہیں کرتے کہ مخاطب
 طیب خاطر سے دے رہا ہے یا محرک کے الفاظ سے، دوسرے اگر طیب خاطر
 کی بھی رعایت کر لی، تب بھی جو مصلحت ہے ہدیہ میں کہ باہم محبت بڑھے، جب
 یہی پتہ نہ لگا کہ کس نے کیا دیا ہے تو وہ مصلحت مرتب نہ ہوتی، تیسرے بعض اوقات
 کسی عذر سے بعض ہدایا کا قبول کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے اور اس عذر کی تحقیق
 مہدی ہی سے ہو سکتی ہے، سو مجتنب ہدایا میں یہ تحقیق بھی دشوار ہے۔ اس نے جسکو

دینا ہو وہ اپنے ہاتھ سے دے، یا بلا تحریک بطور خود کسی اپنے معتمد کے ہاتھ بھیجے،
 یا ہدیہ کے ساتھ مہندی کا رقعہ ہو۔ **ادب**۔ ایک سفر میں بعض لوگ
 اپنے مکان پر لے جا کر ہدیہ دینے لگے، ان کو سمجھا دیا گیا کہ ایسا کرنے سے دیکھنے والے
 گھر لے جانے کے واسطے اس کو لازم سمجھیں گے، تو غریبا بلا کر تردید میں پڑینگے
 یا نہ بلانے کی حسرت ہوگی، جس کو کوئی چیز دینا ہو میری فرود گاہ پر آ کر گفتگو کرو،
 تاکہ میری آزادی میں خلل نہ پڑے۔ **ادب**۔ ایک شخص سہارنپور سے
 جمعہ کے روز بارہ بجے دن کی گاڑی میں آئے ایک عزیز نے ان کے ہاتھ کچھ
 برف بھیجا تھا، وہ مدرسہ میں ایسے وقت پہنچے کہ طلبہ جمعہ میں نہ گئے تھے، وہ شخص
 برف ایک طباق میں رکھ کر جامع مسجد چلے گئے۔ بعد جمعہ ایک دوست جن سے
 میں نے وعظ کی درخواست کی تھی وعظ کہنے لگے، چونکہ وہ مجھ سے شرماتے تھے
 میں مدرسہ چلا آیا وہ شخص وعظ میں شریک رہے۔ بہت دیر کے بعد مدرسہ
 میں آئے، اور اس وقت وہ برف پیش کیا جو ایک رومال میں لپیٹا ہوا تھا۔
 اول تو یہی بات نامناسب معلوم ہوئی، برف کے ساتھ کبل یا ٹاٹ یا بُرا وہ
 لاتے مگر یہ فعل دوسرے کا تھا اور ان کے اختیار سے باہر تھا، لیکن جو کام
 ان کے کرنے کا تھا انھوں نے اس میں بھی کوتاہی کی۔ یعنی اول تو آتے ہی
 برف گھر پہنچاتے، اگر یہ کسی وجہ سے ذہن میں نہیں آیا تھا تو بعد نماز فوراً آجاتا
 اور اگر آنے کو جی نہ چاہتا تھا تو جب میں آنے لگا تھا تو اس وقت مجھ سے اسکی
 اطلاع کر دیتے میں اس کو لے لیتا۔ اب دو گھنٹہ کے بعد آکر سپرد کیا، جو قریب
 گل کے ٹھل گیا برائے نام تھوڑا باقی رہ گیا۔ مجھ کو تمام قصہ معلوم ہوا تو میں نے
 فہمائش بھی کی، اور چونکہ میری رائے میں باقتضائے خصوصیت ان کی طبیعت
 کے خالی فہمائش ناکافی ہوئی اس لئے میں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا، تاکہ انکو

ہمیشہ یاد رہے وہ بہت پریشان ہوئے۔ میں نے کہا کہ تم نے ایک شخص کی امانت ضائع کی، اور جب ضائع ہو گئی اب مجھ کو دینا چاہتے ہو۔ میں بلا وجہ احسان لینا نہیں چاہتا اب اس بقیہ کو آپ ہی خرچ کرو، تم کو یا تو امانت نہ لینا چاہئے تھا اور اگر لی تھی تو اس کا حق پورا پورا ادا کرنا چاہئے تھا۔ **ادب**۔

میں صبح کو صحرائے مدرسہ میں آیا اور سہ درسی میں آکر بیٹھا، وہاں ایک عزیز سوتے تھے، میں آہستہ سے بیٹھ گیا، ڈاک لے جانے والا دکھلانے کے لئے روٹنگی کے خطوط لایا، میں نے دیکھ کر لے جانے کے لئے حوالے کر دیے۔ تو اس نے ٹین کے نلکے میں جو اسی کام کے لئے موضوع ہے زور سے خط چھوڑے جس سے کارڈ اس لگ کر بولے، میں نے فہمائش کی کہ سوتے ہوئے کی رعایت کرنا چاہئے۔

ادب۔ عشاء کی نماز کے بعد میں مسجد میں اتفاقاً لیٹ گیا، ایک شخص منہ ناشناس آکر پاؤں دبانے لگے مجھ پر بار ہوا، پوچھا کون؟ انھوں نے اپنا نام اور پتہ بتلایا، مگر میں نے نہیں پہچانا، میں نے پاؤں دبانے سے روک دیا، اور کہا اول ملاقات کرنا چاہئے، پھر اجازت لے کر خدمت کا مصالحتہ نہیں، ورنہ خدمت سے گرائی ہوتی ہے، اور اگر مقصود اس سے ملاقات ہی ہے تو ملاقات کا بطریقہ نہیں۔ پھر میں نے سمجھایا کہ اب عشاء کے بعد آرام کا وقت ہے تم بھی آرام کرو، صبح کو ملنا، چنانچہ صبح ملے، اس وقت پھر اچھی طرح سمجھا دیا۔ **ادب**۔ ایک صاحب نے خط میں بعض مضامین جو اب طلب لکھے، اور اس میں یہ بھی لکھ دیا کہ پانچ روپے کا منی آرڈر بھیجتا ہوں، اس مضمون کی وجہ سے اس کے انتظار میں اس خط کا جواب نہ گیا کہ وصول ہونے کے بعد ساتھ ہی ساتھ رسید بھی لکھ دی جائیگی، اس میں کئی روز گزر گئے اور معلوم نہیں کیا سبب روپیہ وصول نہ ہوا اور دوسرے مضامین کے سبب قلمبہر تقاضہ جواب کا ہوتا تھا، کئی روز یہی کشمکش و انتظار

رہا۔ آخر ان کو لکھا گیا کہ یا تو خط میں اس کی اطلاع نہ دینا تھا یا اور کچھ جواب طلب
مضامین نہ لکھنے تھے۔ **ادیش**۔ ایک صاحب اپنے لڑکے کو ساتھ لائے
اور ایک مکتب کی شکایت کی کہ اس کے ہتھم نے میرے لڑکے کو نکال دیا۔
بندہ نے نرمی سے سمجھا دیا کہ میرا اس مکتب میں کوئی دخل نہیں۔ کہنے لگے کہ میں فی
سنا تھا کہ تم اس کے سرپرست ہو، میں نے کہا کہ البتہ وہاں کی تنخواہ میری معرفت
دی جاتی ہے، باقی انتظامی امور میں میرا کچھ دخل نہیں وہ پھر اس ہتھم کی شکایت
کرنے لگے۔ میں نے کہا اس تذکرہ کا کوئی نتیجہ نہ ہوا، اس سے کیا فائدہ بجز غیبت
سنانے کے، تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہونے لگے اور وداعی مصافحہ کرتے وقت
پھر کہا کہ اس ہتھم نے بڑی زیادتی کی کہ میرے لڑکے کو خارج کر دیا، چونکہ میں مناسبت
تصریح کے ساتھ اصل حقیقت ظاہر کر کے ان کو اس شکایت سے منع کر چکا تھا، انکی
اس مکرر زہرہ کر شکایت سے مجھ کو یہ بھی ہوئی اور میں نے ان سے تیزی کے ساتھ
باز پرس کی کہ افسوس باوجود اس تمام تراہتمام کے پھر وہی بات کی جو طبیعت کے
خلاف اور محض بے نتیجہ، انھوں نے کچھ تاویلیں کرنا چاہیں، مگر سب لغو، اسی حالت کے
ان کو رخصت کیا۔ **ادیش**۔ ایک صاحب جو پہلے مل چکے تھے، عشاء
کے بعد جس جگہ بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا ادھر کو آنے لگے، اور ذرا دک کر اور
مجھ کو دیکھ کر آتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ میرے پاس آنا چاہتے ہیں
مگر انتظار اجازت میں رکتے ہیں۔ ایک تو عشاء کے بعد کا وقت ملنے ملانے کا
نہیں ہوتا، خاص کر جو شخص کہ پہلے مل چکا ہو، پھر جب کہ معلوم ہو کہ کوئی کام
نہیں محض مجلس آرائی و دربار داری ہی غرض ہے، جیسا کہ اکثر کی عادت ہے
پھر وظیفہ میں دوسری طرف متوجہ ہونا گراں گذرتا ہے، بالخصوص بلا ضرورت،
پھر طلب اجازت کی صورت سے تقاضہ ہوتا ہے کہ کچھ بولو، یہ سب امور جمع

ہو کر ناگواری بڑھی، آخر وظیفہ چھوڑ کر کہنا پڑا کہ صاحب یہ وقت پاس بیٹھنے کا نہیں ہے، کہنے لگے میں تو پانی پینے جاتا تھا۔ اس پر اور زیادہ ناگواری ہوئی کہ اوپر سی بات بناتے ہیں، مگر انھوں نے کہا کہ واقعی پانی پینے جاتا تھا، میں نے کہا کہ پھر ایسی ہیئت کیوں اختیار کی جس سے پورا شبہ ہو اور دوسری طرف سے اور بے رُس کے جانا چاہو تھا۔

ادب۔ ایک طالب علم مثلاً زید نے مجھ سے اجازت چاہی کہ میں فلاں طالب علم مثلاً عمرو کے ساتھ شام کو جنگل چلا جایا کروں۔ اور اس طالب علم یعنی عمرو کے ساتھ ایک طالب علم کم عمر مثلاً بکر پہلے باجارت استاد کے جایا کرتا تھا اور زید کا اجتماع بکر کے ساتھ ہم لوگوں کے نزدیک خلاف مصلحت تھا تو زید کے ذمہ لازم تھا کہ اس کی اجازت مانگنے کے وقت یہ بھی ظاہر کرتا کہ اس کے ساتھ بکر بھی جاتا تاکہ پورے واقعہ پر نظر کر کے رائے قائم کی جاتی، مگر نہیں معلوم قصداً یا لاپرواہی سے اس کا خفا کیا، سو اگر مجھ کو احتمال نہ ہوتا تو صرف مضمون درخواست میں کسی مانع کے نہ ہونے سے میں ضرور اجازت دیتا، اور یہ بہت بڑا دھوکہ ہوتا، مگر اتفاق سے مجھ کو یہ بات معلوم تھی اس لئے مجھ کو یاد آگیا اور پوچھا کہ عمرو کے ساتھ کوئی اور بھی جاتا ہے؟ کہا کہ بکر جاتا ہے، میں نے پوچھا کہ پھر تم نے اس کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ دھوکہ دینا چاہتے تھے، اور میں نے اس کو تاہی پر سخت ملامت کی اور سمجھایا کہ خبردار جس کو اپنا بڑا اور خیر خواہ سمجھتے ہیں اس کی ساتھ ایسا معاملہ ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

ادب۔ ایک طالب علم سے ایک ملازم کی نسبت دریافت کیا کہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ سو رہا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اپنی کوٹھڑی میں جاگتا تھا۔ اس پر اس طالب علم کو فہمائش کی کہ اول تو محض تخمین پر ایک بات کو تحقیقی سمجھنا یہ غلطی ہے، اور اگر خود اس کو غیر تحقیقی سمجھتے تھے تو مخیاطہ پر اس کے تخمین ہونے کو ظاہر کرنا چاہئے تھا، یوں کہتے کہ شاید سو رہا ہے ہوں،

اور یہ بھی علی سبیل التشریل کہا جاتا ہے، ورنہ اصل جواب تو یہ کہ معلوم نہیں میں دیکھ کر بتلاؤں گا، پھر تحقیق کر کے صحیح جواب دیتے، دوسرے اس میں یہ خرابی ہے کہ اگر مجھ کو اس کا جاگنا بعد میں معلوم نہ ہوتا اور اسی خیال میں رہتا کہ نہ سوتا ہے تو بعض اوقات بلکہ مجھ کو تو بہت اوقات ایسے موقع پر یہی خیال ہوتا ہے کہ سوتے آدمی کو جگانا، بے آرام کرنا بدولن ضرورت کے بے رحمی ہے اور اسی خیال سے نہ جگانا۔ اور ممکن ہے کہ اس وقت اس سے کسی ضروری کام میں حرج ہو جاتا، گو وہ ضرورت شدت کے درجہ تک نہ ہوتی، مگر اس حرج کو اس کو گوارا کر لیا جاتا کہ سوتے کو جگانا اس سے زیادہ ناگوار تھا۔ پھر جب بعد میں معلوم ہوتا کہ وہ سوتا نہ تھا، اب اس حرج کی ناگواری کا اثر قلب پر ہوتا، اور اس راوی پر غصہ آتا تو یہ تمام تر پریشانیاں بدولت اس کے ہوتیں کہ بلا تحقیق ایک بات کہہ دی تھی اس کی ہمیشہ احتیاط رکھنی چاہئے

مرقومہ ایک طالب علم | ادب - ایک شخص آدمی، دریت
 واصلاح دادہ مؤلف | فرمایا کیسے تشریف لائے کچھ فرمانا ہو؟

جواب میں کہا جی نہیں، ویسے ہی ملاقات کے واسطے حاضر ہوا تھا، جب جانے لگے مغرب کے بعد فرض و سنت کے درمیان میں تعویذ کی فرمائش کی، فرمایا ہر کام کے واسطے ایک موقع اور محل ہوتا ہے، یہ وقت تعویذ کا نہیں، جب آپ تشریف لائے تھے، تو میں نے استفسار کیا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ ویسے ہی ملاقات کے واسطے آیا ہوں، اب اس وقت یہ فرمائش کیسی، اسی وقت پوچھنے کے ساتھ ہی آپ کو فرمائش کرنا چاہئے تھا، لوگ اس کو ادب سمجھتے ہیں، میرے نزدیک یہ بڑی بے ادبی ہے، اس کے معنی تو یہ ہیں کہ دوسرا شخص ہمارا نوکر ہے، کہ جس وقت چاہیں فرمائش کریں اس کی تعمیل ہونا چاہئے۔ اب آپ ہی ذرا غور سے کام لیجئے کہ مجھ کو

اس وقت کتنے کام ہیں، ایک تو نشیں و نوافل پڑھنا، پھر بعضے ذکرین و شاغلین کو کچھ کہنا ہے، ان کی سُننا، مہمانوں کو کھانا کھلانا، افسوس ہے کہ فی زمانہ دنیا سے بالکل ادب و تہذیب مرتفع ہو گیا۔ اب تعویذ کے لئے پھر تشریف لاتے، یاد رکھتے جہاں جائے اول مقصود کا ذکر کر دینا چاہئے، بالخصوص پوچھنے پر، میں تو ہر شخص سے آتے کے ساتھ ہی دریافت کر لیتا ہوں، تاکہ جو کچھ کہنا ہے کہہ دے اور اس کا حرج نہ ہو۔ اور نہ میرا حرج ہو، اور میں خود اس وجہ سے پوچھ لیتا ہوں کہ اکثر اہل حوائج آتے ہیں اور بعض اشخاص بوجہ شرم و حیا خود نہیں کہہ سکتے۔ یا مجمع کی وجہ سے پوشیدہ بات کو ظاہر نہیں کر سکتے، پوچھنے سے وہ بتلا دیتے ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ خلوت میں کہنے کی بات ہے، میں جب موقع پاتا ہوں علیحدگی میں انکو بلا کر سُن لیتا ہوں۔ اور جب آدمی مُنہ ہی سے نہ بولے تو کیسے خبر ہو سکتی ہے، مجھے علم غیب تو ہے ہی نہیں، **ادست**۔ بعد مغرب ایک ذکر شاغل کو جس کی استدعا پر اس کو یہ وقت دیا گیا تھا، کچھ تلقین کے واسطے پکارا، کیونکہ ذرا دور تھی ان صاحب نے زبان سے ہاں تک نہیں کیا۔ بلکہ خود اپنی جگہ سے اٹھ کر روانہ ہوئی جس کی اطلاع نہ ہوئی، اس لئے دوبارہ اس خیال سے پکارا کہ شاید سُننا نہ ہوا۔ اتنے میں وہ خود آگئے، استفسار فرمایا کہ آپ نے جواب کیوں نہیں دیا یا جواب کے لائق مجھ کو نہیں سمجھا، جواب دینے سے داعی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مدعو نے سُن لیا۔ اور جواب نہ دینے میں کلفت ہوتی ہے کہ وہ دوسری مرتبہ پکارے، تیسری دفعہ آواز دے، تو دوسرے کو یہ تکلیف محض آپ کی لا پر وانی اور ہستی کی وجہ سے ہوتی کہ آپ سے زبان نہیں ہلاتی گئی۔ اگر آپ ہاں کہہ دیتے تو کیا مشکل تھا، آجکل علوم کی تعلیم ہر جگہ ہے لیکن اخلاق کی تعلیم مثل عقاب، اب طبیعت پریشان ہو گئی پھر دوسرا وقت آپ کو دیا جائیگا، اس میں اس امر کا لحاظ رکھنا

ادب :- ایک ذاکر نے اثنائے تعلیم میں کہ ابھی تقریر ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ اپنا خواب بیان کرنا شروع کیا، فرمایا یہ کیا حرکت ہے کہ ایک گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی دوسری بات اس میں داخل کر دی۔

سخن را سرست اے خرد مندان بن میاں در سخن در میان سخن
خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش نگوید سخن در میان سخن
آپ کی دخل دہی کے یہ معنی ہیں کہ مقصود خواب بیان کرنا تھا اور تعلیم و تلقین آپ کے نزدیک فضول ہے، گویا میرا اتنی دیر تقریر کرنا ضائع گیا، لہذا ایسی حرکت کبھی نہ کرنا، اب اٹھو دوسرے وقت بتلا دیا جائے گا، اس وقت تم نے تعلیم کی بے قدری کی ہے،

تمام ہوا مضمون نکھا ہوا ان طالب علم صاحب کا۔

ادب :- جب کوئی تم سے بات کرے بے توجہی سے نہ سناؤ، کہ متکلم کا دل اس سے افسردہ ہو جاتا ہے خصوصاً جو تمھاری ہی مصلحت کے لئے کوئی بات کہے یا تمھارے سوال کا جواب دیتا ہو اور اس میں بھی خصوص جس کے ساتھ تم کو نیاز مندی کا بھی تعلق ہو وہاں بے التفاتی کرنا اور بھی قبیح ہے۔ **ادب :-** جس سے تم خود اپنی کوئی حاجت دنیوی یا دینی پیش کرو اور وہ اس کے متعلق تم سے کسی بات کی تحقیق کرے تو اس کو گول جواب مت دو، اس سے تلبیس نہ کرو جس سے اس کو غلط فہمی، یا الجھن و پریشانی ہو، خواہ مخواہ بار بار پوچھنے میں اس کا وقت ضائع ہو، کیونکہ وہ تمھاری غرض کے لئے پوچھ رہا ہے، اس کا تو کوئی مطلب نہیں۔ پھر اگر اس کا صاف جواب دینا منظور نہ تھا تو اپنی حاجت پیش نہ کی ہوتی تو وہی تو اس کو اس مضمون کی طرف متوجہ کیا، اور پھر اس کو وق کر تے ہوئے **ادب :-** گفتگو میں متکلم جس دلیل پر رویا

جس دعویٰ کے خلاف ثابت کر چکا ہو، تم کو ان مقدمات پر کلام کرنا تو مضائقہ نہیں مگر
 بعینہ اسی دعویٰ یا دلیل کا اعادہ کرنا اپنے مخاطب کو ایذا پہنچاتا ہے اس کا بہت خیال رکھو۔
 اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کام کرنے والے آدمی کے پاس بلا ضرورت بیکار آدمی
 کا بیٹھنا اس کے قلب کو مشغول و مشوش کرتا ہے۔ خاص کر جب اس کے پاس بیٹھ کر اس تک
 بھی رہے۔ اس کا بہت ہی خطر رکھنا چاہئے۔ اور بلا خانہ کے بعض پیرائے لب سڑک خاص
 برسات کے پانی کیلئے ہوتے ہیں۔ دوسری اوقات میں انہیں پانی چھوڑنا راہ گیروں کو تکلیف دینا ہے،
 گو کوئی تمھاری لحاظ سے نہ بولے مگر تم کو بھی تو خیال و لحاظ رکھنا چاہئے۔ اور ایک مقام سے ایک مقام
 پہنچاؤ روپیہ کا مجھے آیا۔ چونکہ بدوین لفافہ کھولے ہوئے معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ کس غرض سے یہ رقم
 آئی ہے۔ اور ممکن ہے کہ بعد کھولنے کے کوئی ایسی غرض معلوم ہوتی جسکو میں کو پورا نہ کر سکتا،
 اور اس لئے وہ رقم واپس کرنی پڑتی یا اس غرض میں کوئی ابھام ہوتا جس کی مگر تحقیق کی حاجت
 ہوتی اور اس کی تحقیق تک اس رقم کو بلا ضرورت امانت رکھنا پڑتا اور واپسی میں بلا ضرورت
 مجھ کو پھر صرف کا بار اٹھانا پڑتا، کیونکہ بعض اوقات ایسا ہو چکا ہے کہ بلا استفسار میری بلانے
 کے لئے خرچ بکھیرا اور میں نہ جاسکا یا کوئی مصرف مبہم یا خیر مبہم مگر جس کا کوئی جزو قابل تحقیق
 تھا کھا اور یہاں سے استفسار کرنا پڑا اور جواب میں دوسری جانب سے دیر ہوئی تو جس آج اب اس کی
 محتاجی ہو گئی اور جس شخص کو مشاغل زیادہ ہوں اس کو ان امور سے کوفت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ لفافہ
 مبہم میں نے واپس کر دیا جس شخص کی حالت مجھ جیسی ہو اس کے ساتھ لڑو اور دوسروں کے ساتھ
 استھانہ ایسے موقع پر یہ طریقہ برتنا چاہئے کہ بول اطلاع یا استفسار کر کے اجازت حاصل
 کر لیں تب بھیجیں یا منی آرڈر کے کوپن میں صاف لکھ دیں تاکہ مرسل الیہ کو معلوم ہو جو جائز
 پھر خواہ وصول کرے یا واپس کرے۔ اور جلال آباد میں ایک تہ کے مدرسہ میں جو گئے
 ہتم مکتب نے مجھ سے درخواست کی کہ دو چار روز کے لئے کسی شخص کو تعلیم کے واسطے
 بھیج دیا جائے میں نے اس خیال سے کہ میرے کہنے سے مجبور نہ ہوں ان ہی سے کہہ دیا کہ

یہاں کے رہز والوں سے پوچھ لیا جاوے جو آزادی کے ساتھ راضی ہو میری طرف سے اجازت ہے۔ انھوں نے ڈاکر کو راضی کیا اور اس ڈاکر نے یہ شرط لگائی کہ فلاں شخص سے (یعنی مجھ سے) پوچھ کر آجاؤں گا۔ وہ بہتم تو چلے گئے۔ اگلے دن مجھ سے آکر اپنا عذر بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا میں نے کہا کہ یہ عذر ان بہتم صاحب کے کہنا چاہتے تھا، ان سے بشرط میری اجازت کے وعدہ کر لیا، اب نہ جانے میں وہ اپنی دل میں کہیں گے، کہ وہ تو آنے پر رضامند تھے فلاں شخص نے منع کر دیا ہو گا تو تم مجھ پر الزام رکھنا چاہتے ہو کیسی ناشائستہ حرکت ہو۔ اب تم جلال آباد جاؤ، کہ فلاں شخص نے مجھ کو اجازت دینی تھی مگر فلاں عذر ہی میں نہیں دے سکتا۔ چنانچہ میں نے اُن کو بھیجا۔ یہ نصیحت عام ہے۔ خود شہر خرو ہونا اور دوسرے کو شہم کرنا نہایت ہی مہمل بات ہے۔ **ادب**۔ ایک دفعہ ایک دوسرے شخص کا یہ ہوا کہ ان کو ایک شخص سے بھی کچھ کہنا تھا اور آنے سے یہ بھی مقصود تھا، انھوں نے جانا چاہا تھا، مگر خود ناواقف تھے اور وہ آدمی اس وقت ملتا بھی نہیں، اس لئے اُن کو مشورہ دیا گیا کہ شام کو ملنا، گو اس میں کوئی خلجان پیش نہیں آیا، لیکن اور بعض مہمانوں کو ایسا قصہ پیش آیا کہ اس دوسرے کام میں چلے گئے اور دیر ہو گئی، یہاں کھانے میں انتظار کی تکلیف ہوئی، پھر گھر والے دیر تک کھانا لئے بیٹھے رہے، جس میں حرج بھی ہوا دل تنگ بھی ہوا اس لئے مناسب یہ ہے کہ جہاں طالب و تابع بن کر جائے دوسرے کو رنج نہ لے جائے۔ بعض اوقات غیر مقصود قصوں میں ضروری مقصود کی رعایت فوت ہو جاتی ہے اور ضرر ہوتا ہے۔ **ادب**۔ ایک شخص کا اول قصہ ہوا، عشاء کے بعد آپ کہنے لگے کہ میں ایک جگہ سے رضائی اوڑھنے کے لئے آؤں، تب ان سے کہا گیا کہ اس وقت مدرسہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، تم پکار کر سب کو بے آرام کرو گے اور ان کو کپڑا دیا گیا۔ اور اس پر افسوس ہوا کہ یہ دن میں کیا سوتے تھے، یہ کام کرنا جب ضروری تھا تو سویرے سے کر کے فارغ ہونا لازم تھا۔ **ادب**۔ اس میں کچھ آداب ہدیہ کے مختصر لکھتا ہوں، جن کا لحاظ نہ رکھنے سے ہدیہ کا لطف اور اصلی غرض یعنی ازادیت

فوت ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۱) جس کو ہدیہ دے کر پوشیدہ دے، آگے اس کو مناسب ہو کہ ظاہر کر دے یہ اب اس کا قصہ ہے کہ دیو والا اظہار کی اور لینے والا اخفا کی کوشش کرتا ہے۔ (نمبر ۲) اگر ہدیہ غیر نقد ہو تو حتی الامکان مہدی الیہ کی رغبت کی تحقیق کرے ایسی چیز دے جو اس کو مرغوب ہو۔ (نمبر ۳) ہدیہ دیکر یا ہدیہ دے پہلے اپنی کوئی غرض پیش نہ کرے کہ مہدی الیہ کو شبہ خود غرضی کا ہوتا ہے۔ (نمبر ۴) مقدار ہدیہ کی اتنی زیادہ نہ ہو کہ مہدی الیہ کی طبیعت پر بار ہو اور کم جتنا چاہی ہو، مضائقہ نہیں اہل نظر مقدار پر نہیں ہوتی خلوص پر ہوتی ہے اور زیادہ ہونے کی صورت میں واپسی کا احتمال ہے، (نمبر ۵) اگر مہدی الیہ کسی مصلحت سے واپس کرنے لگے تو وجہ واپسی تحقیق کر کے آئندہ اس کا خیال رکھے۔ لیکن اس وقت اصرار نہ کرے۔ البتہ جو وجہ بنا کر واپسی کی ہے اگر وہ وجہ واقعی نہ ہو تو اس کے عدم وقوع کی اطلاع فوراً کرنا بھی مضائقہ نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ (نمبر ۶) جب تک مہدی الیہ پر اپنا خلوص ثابت نہ کر دے ہدیہ پیش نہ کرے۔ (نمبر ۷) حتی الامکان ریلوے پارسل کے ذریعہ ہدیہ نہ بھیجے کہ مہدی الیہ کو کئی طرح کا اس میں تعب ہوتا ہے۔

آداب خط و کتابت | **ادب** :- اس میں کچھ آداب خط و کتابت کے لکھتا ہوں :-

(نمبر ۱) خط کی عبارت اور مضمون اور خط بہت صاف ہو۔ (نمبر ۲) ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھنا ضروری ہے، مکتوب الیہ کے ذمہ نہیں ہے کہ اس کو حفظ یا درکھا کرے۔ (نمبر ۳) اگر کسی خط میں پہلے خط کے کسی مضمون کا حوالہ دینا ہو تو پہلا خط بھی اس مضمون پر نشان بنا کر ہمراہ بھیجے۔ تاکہ سوچنے میں تعب نہ ہو اور بعض اوقات یاد ہی نہیں آتا۔ (نمبر ۴) ایک خط میں اتنی سوالات نہ بھر دو کہ مجیب پر بار ہو، چار پانچ سوال بھی بہت ہیں، بقیہ جواب آنے کے بعد کچھ بھیج دے۔ (نمبر ۵) کثیر المشاغل مکتوب الیہ کو پیام و سلام پہنچانے سے معاف رکھے اسی طرح اپنی معظم کو بھی ایسی تکلیف نہ دے، خود ان لوگوں کو براہ راست جو لکھنا ہو لکھ دے۔ اور جو کام مکتوب الیہ کے لئے مناسب نہ ہو اس کی فرمائش لکھنا تو اور بھی بے تمیزی ہے۔ (نمبر ۶) اپنی مطلب کے لئے بیزنگ خط نہ بھیجے۔ (نمبر ۷) بیزنگ جواب بھی نہ منگاؤ، بعض اوقات یہ شخص ڈاکیہ کو نہیں ملتا اور وہ اس

خطا کو واپس کر دیتا ہے تو بلا ضرورت مجیب تاوان پڑتا ہے (نمبر ۸) جو ابی رحبیری خط بھیجنا خلاف
 تہذیب ہے۔ حفاظت میں تو غیر جو ابی رحبیری کے برابر ہوتی ہے پھر اتنی بات اس میں زیادہ
 کہ مکتوب الید لیکر انکار نہیں کر سکتا۔ سو ظاہر ہے کہ اپنے معظّم کو بھیجنا گویا اس کے یہ معنی ہیں
 کہ اس پر بھی جھوٹ بولنے کا شبہ کیا جاتا ہے سو کتنی بڑی بے ادبی ہے، یہ قریب تنو آداب کے
 ہیں اور اسی قسم کے آداب معاشرت کی مقدار بہشتی زیور کے دسویں حصہ میں لکھ دیے ہیں انکو
 بھی ملاحظہ فرمالیا جاوے جن میں سے بعضے عنقریب ذیل میں بھی مذکور ہیں۔ اور خلاصہ ان
 تمام تر آداب کا یہ ہے کہ اپنے کسی قول یا فعل یا حال سے دوسری کی طبیعت پر کوئی ہار یا پریشانی
 یا تنگی نہ ڈالے۔ یہی خلاصہ حسن اخلاق کا جو شخص اس قاعدہ کو مستحضر کر لیا وہ زیادہ تفصیل پر
 مستغنی ہو جائیگا اسی لئے اس فہرست کو بڑایا نہیں گیا، البتہ اس قاعدے کے لحاظ کے ساتھ
 کام اور کرنا پڑیگا کہ ہر قول و فعل کے قبل ذرا سوچنا ہوگا کہ ہماری یہ حرکت موجب ایذا تو نہ ہوگی
 پھر غلطی بہت کم ہوگی اور چند روز کے بعد خود طبیعت میں صحیح مذاق ایسا پیدا ہو جاوے گا
 کہ پھر سوچنا بھی نہ پڑے گا۔ یہ سب امور مثل طبعی کے ہو جاویں گے۔

بعضے آداب بہشتی زیور سے

ادب اگر کسی سے ملے جاؤ تو وہاں اتمامت بیٹھو یا اس سے اتنی
 دیر باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے **ادب**
 جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سنکر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دیا کرو کہ ہاں
 کا دل ایک طرف ہو جاوے۔ نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے۔ اور
 تم نے سُنا نہ ہو، یا وہ یہ سمجھے کہ تم یہ کام کر دو گے اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا
 آدمی بھروسہ میں رہا۔ **ادب** کسی کے گھر میں مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش
 مت کرو بعضی دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت، مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو
 پوری نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔ **ادب** جہاں اور آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھکر
 حق کو مت، ناک مت صاف کرو اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے جا کر فراغت کر آؤ۔ **ادب**

کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو، بعضے نازک
 مزاجوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ **ادب**۔ بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے
 ایسی باتیں مت کرو، جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جائے۔ ناحق دل ٹوٹے گا۔ بلکہ تسلی کی باتیں
 کرو کہ ان شاء اللہ سب ڈکھ جاتا ہے گا۔ **ادب**۔ اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ
 بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو نہ ناحق اس کو شبہ ہوگا، اور یہ
 جب ہو کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہو۔ اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات کا کرنا
 گناہ ہے **ادب**۔ بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا ہونے نہ دو اگر دھو بی کے گھر کے
 دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن کے ہی کپڑے دھو ڈالو۔ **ادب**۔ آدمیوں کے پیٹھے ہونے
 جھاڑو مت دلو۔ **ادب**۔ مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جائے تو تھوڑا سا لن روٹی
 و ستر خوان میں ضرور تھوڑے تائے تاکہ گھر والوں کو شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ
 شرمندہ ہوتے ہیں۔ **ادب**۔ راہ میں چار پائی یا پیرھی یا اور کوئی بہترن یا اینٹ پتھر
 وغیرہ مت ڈالو۔ **ادب**۔ بچوں کو ہنسی میں اچھا لومت اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت
 ٹکاو، شاید گر پڑیں۔ **ادب**۔ پردہ کی جگہ کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے مت پوچھو
 کہ کہاں ہے۔ **ادب**۔ گھٹلی چھلکا کسی آدمی کے اوپر سے مت پھینکو۔ **ادب**۔ کسی کو
 کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دور سے مت پھینکو کہ وہ ہاتھ میں لے لیگا۔ **ادب**۔ جس سے
 بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال مت پوچھو۔ **ادب**۔ کیسے
 غم یا پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنو تو قبل پختہ تحقیق کے کسی سے نہ کہو، بالخصوص اس کے
 عزیزوں سے۔ **ادب**۔ دسترخوان پر سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے
 سے مت ہٹاؤ، دوسری بہترن میں لے آؤ۔ **ادب**۔ لڑکوں کے سامنے کوئی بات
 بے شرمی کی مت کہو۔

تمام ہوئے بعضے آداب بہشتی زیور کے، اور یہاں تک اکثر آداب وہ ہیں جن کا برابر والوں

یا اکابر کے ساتھ لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اب دو چار آداب ایسے بھی بتلاتا ہوں جن کا لحاظ بڑوں کو چھوٹوں کے ساتھ رکھنا مناسب یا واجب ہے۔

ادب ۱۵۔ بڑوں کو بھی بہت نازک مزاج نہ ہونا چاہئے کہ بات بات میں بگڑا کریں بات بات پر چھینکا کریں۔ یہ یقینی بات ہے کہ جیسے دوسرے تم سے بے تمیزی کرتے ہیں، تم اگر اپنے سے بڑوں کے ساتھ رہو سہو تو تم سے بھی بہت بے تمیزیاں ہوا کرتی ہیں۔ یہ سمجھ کر کچھ تسامح بھی کیا کرو اور ایک بار دہائی ترمی سے بچنا دو۔ جب اس سے کام نہ چلے تو مخاطب کی مصلحت کی نیت سے تندمی و درشتی کا بھی مضائقہ نہیں۔ اگر تم نے بالکل تحمل نہ کیا تو صبر کی فضیلت ہمیشہ محروم رہے۔ اور جب خدا نے تم کو بڑا بنایا ہے تو ہر طرح کے لوگ تمہاری طرف رجوع کریں گے۔ ان میں مختلف طبائع مختلف عقول کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک ہی تاریخ میں سب یکساں کیسے ہو جائیں گے۔ یہ حدیث قابل یاد رکھنے کے ہے۔ ”المؤمنین الذی یخالط الناس ویصیر

علیٰ اذہم خیر من الذی لا یخالط الناس ولا یصیر علیٰ اذہم“

ادب ۱۶۔ جس شخص کی نسبت تم کو قرآن سے متیقن یا مطمئن ہو کہ تمہاری کہنے کو ہرگز نہ ٹالے گا تو اس سے کسی ایسی چیز کی فرمائش نہ کرو جو شرعاً واجب نہیں۔

ادب ۱۷۔ اگر بلا فرمائش کے کوئی تمہاری مالی یا بدنی خدمت کرے تب بھی اس کا خیال رکھو کہ اس کی راحت یا مصلحت میں خلل نہ پڑے۔ یعنی اس کو زیادہ جانگنے مت دو، اس کی گنجائش سے زیادہ اس کا ہدیہ مت لو، اگر وہ تمہاری دعوت کرے بہت سے کھانے مت پکانے دو، ہمراہی میں بہت سے آدمیوں کی دعوت مت کرنے دو۔ **ادب ۱۸۔** اگر کسی شخص پر قصدِ ناخوش ہوتا پڑے یا اتفاقاً ایسا

ہو جائے تو دوسرے وقت اس کا دل خوش کر دو۔ اگر تم سے واقعی زیادتی ہو گئی ہو تو بے تکلف اس سے معذرت کر کے اپنی زیادتی کی معافی مانگ لو، عار مت کرو، قیامت میں وہ اور تم برابر ہوں گے۔ **ادب ۱۱۹**۔ اگر گفتگو میں کسی کی بے تمیزی پر زیادہ تغیر مزاج میں ہونے لگے تو بہتر ہے کہ بلا واسطہ اس سے گفتگو مت کرو، کسی اور مزاج شناس سلیقہ شعار کو بلا کر اس کے واسطے سے گفتگو کرے تاکہ تمہارا تغیر دوسرے پر اور اس کی بے تمیزی تم پر اثر نہ کرے۔ **ادب ۱۲۰**۔ اپنے کسی خادم یا متعلق کو اپنا ایسا مقرب مت بناؤ کہ دوسرے لوگ اس سے دہنے لگیں، یا وہ دہانے لگے۔ اسی طرح اگر وہ لوگوں کی روایات و حکایات تم سے کہنے لگے، منع کر دو ورنہ لوگ اس سے خائف ہو جائیں اور تم لوگوں سے بدگمان ہو جاؤ گے اسی طرح اگر وہ کسی کا پیام یا سفارش تمہارے پاس لائے سختی سے منع کر دو تاکہ لوگ اس کو واسطہ سمجھ کر اس کی خوش آمد نہ کریں، اس کو نذرانے نہ دینے لگیں۔ یا وہ لوگوں سے فریالٹن نہ کرنے لگے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام لوگوں کا تعلق براہ راست اپنے سے رکھو۔ کسی شخص کو واسطہ مت بناؤ، ہاں اپنی خدمت کے لئے ایک آدھ شخص خاص کر یو مفنا لفقہ نہیں، مگر اس کو لوگوں کے معاملہ میں ذرہ برابر دخل نہ دو۔ اسی طرح مہمانوں کا قصہ کسی پرست چھوڑ دو، خود سب کی دیکھ بھال کرو، گو اس میں تم کو تعب زیادہ ہوگا، مگر دوسروں کو تو رحمت و سہولت رہے گی اور بڑے تو تعب کے لئے ہوا ہی کرتے ہیں۔ خوب کہا گیا ہے

آن روز کہ مہشدی بنی دانستی کانگشت نمائی عالمے خواہد شد
اب ان آداب و قواعد کو ایک بے قاعدگی کے قاعدہ پر ختم کرتا ہوں۔

عہ یہی عدد و اغلاط عوام کا ہے ۱۲ منہ

وہ یہ کہ ان میں بعض آداب تو عام ہیں۔ ہر حالت اور ہر شخص کے لئے۔ اور بعض آداب وہ ہیں جن سے بے تکلف مخدوم یا بے تکلف خادم مستثنیٰ بھی ہیں۔ چونکہ اس درجہ کی بے تکلفی تک پہنچ جانے کا ادراک وجدانی و ذوق ہے۔ اس لئے ایسے آداب کی تعین بھی وجدان و ذوق پر چھوڑتا ہوں اور رسالہ کو اس شعر پر جو کہ ادب تکلف اور ادب بے تکلفی دونوں کے لئے جامع ہو تمام کرتا ہوں ۛ

طُرُقُ الْحَشَقِ كُلُّهَا آدَابُ ادَّبُوا النَّفْسَ أَيْهَا الْأَصْحَابُ
وَيَوْمَ خَتَامِهِ هُوَ يَوْمُ خَتَامِ رِسَالَةِ الْأَعْلَاءِ الْعَوَامِ بِفَضْلِ قَدَرٍ أَكْثَرَ مِنْ سَاعَتِهِ وَأَقْلَ
مِنْ سَاعَتَيْنِ وَهُوَ ثَامِنُ الْحَرَمِ ^{سَاعَتِهِ} فِي تَقَاتِهِ بِحُيُونٍ -

عنه اما للاول فبان يقال في معناه ان طرق العشق منحصرة في الآداب، فمن الآداب
له لا عشق له واما للثاني فان يقال في معناه ان ما هو من طرق العشق كلها ادب فما كان عشقا
فهو ادب. وان كان خلاف ادب في بظاهره وتطبيق المصريح الثاني على المعنيين غير خفي منه

الحمد لله

ازالہ الرین جقوق الدین

اربعیناں سہ اربعیناں اربعیناں

لما بعد حمد و صلوٰۃ کے موقتہ سنا کہ بڑا اپنے برادران ہمدانی کی خدمت میں
گزرش کرتا ہے کہ عرصے سے دیکھتا تھا کہ بخش ہمدانی بوائے حقوق والدین میں ہفتہ
زیادتی اور مباغث کرتے ہیں کہ جس سے دیگر اہل حقوق کے حق ضائع ہوتے ہیں۔ اور حضرت
ذوالجلال و الاکرام کی تفسیر مانی ہوتی ہے۔ اور پھر اس برتاؤ کو عمدہ شمار کرتے ہیں اور کہتے
ہیں کہ شریعت نے ہم کو اطاعت والدین ہی طرح سکھائی ہے۔ اور اپنی کج فہم کے
موافق آیات و احادیث پیش کرتے ہیں۔ سو اس ناشائستہ حرکت کو دیکھ کر دل دکھتا تھا
اب بفضل خالق اکبر ایک مضمون اس بارے میں لکھنے کا قصد کیا اور اپنے پیارے پروردگار
رحیم و کریم سے اختتام رسالہ اور اوصواب کی دعا کی، اللہ تعالیٰ بطریق حق اس کتاب
کو پورا فرماوے۔ آخر میں ایک مفید تذمیل اضافہ کجائے گی جس میں حقوق شوہر اور
حقوق استاد کا مبالغہ بیان ہو کر امر حق واضح کیا جاوے گا۔ اصل مقصود رسالہ ہی امور
مذکورہ ہیں، مگر نمنا اور فوائد بھی بیان کیے جا دیں گے۔ بخیر سمجھ لینا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہم کو جتنے
نے اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور مقصود اور عقل بالذات ہمارے ذمہ اس
خالق اکبر ہی کی تابعداری ہے۔ اور باقی جن حضرات کی تابعداری ہمارے ذمہ اللہ پاک
نے لازم کی ہے وہ مقصود بالغیر اور تابع ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اصل تابع پر ہمیشہ اور
مقصود ذرا بعد پر دونا مقدم ہو کرتا ہے۔ اگر وسیلہ اور فرع کی اطاعت سے اصل
اور مقصود کی تابعداری میں نقصان ہو گا تو وہ تابعداری مذموم اور ناجائز ہوگی، حسب
عقلیہ و نقلیہ و عرفیہ۔ ورنہ اصل کا فرع اور فرع کا اصل ہونا لازم آئے گا۔ اور یہ قلب و موضع

سے جو باطل، اور مقصود سے دور ہے۔ پس اس قاعدہ کلیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات اور احادیث وغیرہ سے مقصود کو ثابت کرتا ہوں، خوب غور سے سمجھئے، یہ رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ عوام و خواص کی غلطی رفع کرے گا۔ بعض خواص بھی بوجہ عدم تدبیر اس مغلطہ برعظیم میں مبتلا ہیں۔ واللہ یقول الحق ویحمدی السبیل اللہم تقبل منا انک انت السميع العليم

آغاز مقاصد کتاب

(۱) پارہ پندرہ سورہ بنی اسرائیل وقضی بک ألا تعبدوا الا ایاہ ویا الوالدین احساناً لما یبلغن عندک الکبر لحدھما او کلھما فلا تقل لھما اوفی ولا تسخفھما وقل لھما قولا کریماً و اخفص لھما جناح الذل من الرخصۃ وقل رب ارحمھما کما ربینی صغیراً ذرککم اعلم بسانی نفوسکم ط ان تکونوا صلیحین فانه کان للابن ابین شغوراً و ات ذالقرنی الحقہ والمسکین ذی السبیل ولا تبذربن ذلک براہ ثم تمیز یہ اور قطعی حکم دیدیا تیر مورب نے کہ کسی کو نہ پوجو اس (اللہ) کے سوا۔ اور ماں باپ کے ساتھ سلوک (کرو) اگر پہونچ جاویں بیڑھا پیے کو تیرے سامنے والدین میں کا ایک یا دونوں (بیڑھا پیے کی قید) اہتمام کے لئے ہے کہ یہ حالت زیادہ تعظیم کی مقتضی ہے۔ اور نیز اس حالت میں انکو خدمت کی زیادہ حاجت ہے۔ اور ایسی حالت میں اولاد کو بوجہ شفقت شدید غصہ آنے کا احتمال ہے، ورنہ بغیر بیڑھا پیے کی حالت کا بھی یہی حکم ہے۔ چنانچہ سورہ لقمان کی آیت وصاحبہما فی الدنیا عراً وفاراً اور ان کا ساتھ دے

یہ نقل الفقہ ابوالمیث قال علی اللہ علیہ وسلم المصابا بالمر من ان یطعمہما اذا جانا ویکسوھما اذا عیا ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴

دنیا میں عمدہ طور پر اس حکم کو مطلقاً ثابت کرتی ہے۔ اس لئے کہ ایذا دہ والدین لیے ساتھ دینے کے خلاف ہے۔ جس کا حکم ہے اور جس لفظ کا کہنا حالت بڑھاپی میں حرام کیا گیا ہے وہ ایذا ہے خوب سمجھ لو (تو ان کو ہوں بھی نہ کہتا۔ اور نہ ان کو جھڑکتا۔ اور کہہ ان سے تعظیم کی بات اور جھکا دے ان کے آگے عاجزی کا بازو یعنی عاجزی کا براؤ کر، نیاز سے۔ اور کہہ اے میرے پروردگار ان پر رحم فرما۔ جیسا انھوں نے مجھے چھوٹے سے کوپالا ہے۔ تمھارا رب خوب جانتا ہے جو تمھارے دلوں میں ہی اگر تم سعادت مند ہو گے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخشتا ہے۔ (یعنی سعادت سمجھ کر والدین کی خدمت کرنا یا ایک بوجھ سمجھ کر نباہنا سب کچھ ہم خوب جانتے ہیں۔ البتہ اگر نیت نیکی پر ہو اور کسی وقت تنگ دلی یا خستہ میں کچھ ناراض کر بیٹھو اور پھر توبہ کر لو تو ہم اپنی نافرمانی کا گناہ) معاف کر دیں گے۔ (اور خود ان سے بھی کہ جن کا قصور کیا ہے بحالت قدرت معافی مانگنا ضرور ہے۔ مجبوری میں ان کے لئے کثرت سے استغفار کرے۔ حق تعالیٰ قیامت میں معاف کر دیں گے۔ اور سعادت مند ہونے کی قید خصوصیت سے معافی کے لئے ہے ورنہ گناہ تو کسی طریق پر ہو سکتی توبہ سے معاف کر دیا جاتا ہے۔) اور دے قدرت دار کو اس کا حق، اور محتاج کو اور مسافر کو مست اڑا بھیر کر حق تعالیٰ نے حد اعتدال قائم رکھے کو حقوق والدین کے متصل دیگر حقوق کا ادا کرنا بھی فرض کر دیا، کیونکہ احتمال تھا کہ اس شد و مد کے ساتھ والدین کی اطاعت کا حکم دیکھ کر کوئی شخص کسی دوسرے کے ادائے حقوق کو بھٹن معمولی بات خیال کر کے اس کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا اور رضائے والدین کو مقدم کرتا مثلاً والدین کہتے کہ تو اپنے اہل و عیال کو ایذا دے، خورد و نوش واجب میں کمی کر تو یہ کہنے لگتا پس رحیم و کریم نے یہ بتا دیا کہ ہر چیز کی حد ہے، والدین کی وجہ سے کسی دوسرے کی حق تلفی نہ کر وہ وجہ ربط ہے دونوں مضمونوں میں "دوسری وجہ یہ کہ اول والدین

کا حق بیان کیا جو نہایت مؤکد ہے۔ پھر دیگر اہل قسارت اور دوسرے حضرات کے حقوق کا بیان کیا، پس اعلیٰ کو مقدم اور ادنیٰ کو مؤخر کیا (قوانین) اس آیت سے والدین کو اوف (یعنی ہوں) کہنا منع ثابت ہوا (اور جو دوسرا لفظ یا برتاؤ ایسا ہی ہو اس کا بھی حکم یہی ہے) اور جو اس لفظ کے ممنوع ہونے کی حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایذا سے والدین بیان فرمائی ہے۔ یعنی اس لفظ اور مثل اس کے دیگر الفاظ اور برتاؤ سے اُن کو سب بچھو پچھتا ہے، کیونکہ یہ کلمہ ہتک اور بے عزتی کا ہے۔ پس قاعدہ کلیہ یہ ہوا کہ جس بات میں والدین کو واقعی ایذا ہو (جو عند الشریع معتبر ہے) وہ برتاؤ قبولی ہو یا فعلی اُن کے ساتھ منع اور حرام ہوگا اور جس برتاؤ سے رنج مذکور بشروط مذکورہ نہ ہو وہ منع نہ ہوگا۔ اس علت اور حکم کا ہر جہ خیال رکھئے، تمام احکام کا مدار اسی علت پر ہے۔ اور قرآن میں اس آیت سے زیادہ کسی آیت میں حقوق والدین کی شدت نہیں بیان ہوئی۔ اگر یہ لفظ یا اس کے مثل کسی قوم میں بطور تعظیم بولا جاتا ہو تو اس کا اطلاق والدین پر جائز ہوگا۔ چنانچہ فقہائے تصریح کی ہے، چند مسائل اس علت پر مبنی کر کے بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں۔ پھر جن احادیث سے لوگوں کو شبہ پڑا ہے اُن کو نقل کر کے جواب معقول قلمبند کروں گا۔ اور بعض احادیث

لہ روی عن بعض التابعین انہ قال من دعا لا یوی فی کل یوم خمس مرات فقد ادى حقہ لان اللہ تعالیٰ قال ابن اشکری و یوالدیک ابی المصیر فشکر اللہ تعالیٰ ان یصلی فی کل یوم خمس مرات و کذا لک الوالدین ان یدعوہما فی کل یوم خمس مرات کذا قال الفقہ ابو الیث قدس سرہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یوالدکم اللہ شیئاً من العقوق ادنی من ان ینہی عن ذلک فلیعمل العاق ما یشاء ان یمیل فلن یدخل الجنة و یعمل الباء ما یشاء ان یمیل فلن یدخل النار رواہ الفقہ الممدوح قاتلہ شیعی ان یتصدق غنیم ازادی الزکوة و غیرہ و قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یجزی ولد والد الا ان یکبہ مملوکاً فی شتر یہ فیعتقہ مروی بسند صحیح ۱۷

ادارہ اشرف العلوم میں مجدد المملک حکیم الامہ حضرت مولانا حنفی قدس سرہ کی تصانیف مفیدہ اور مواظظ اور دیگر اکابرین ملت کی تصانیف اور بیرونی کتب میں مطبوعات مصر و شام اور ہندوستان بکفایت ملتی ہیں

جو غیر معتبر ہیں اس باب میں وہ بھی اس کے بیان غیر معتبر کے ساتھ نقل کروں گا۔

(۱) جو سفر (خواہ تجارت کا سفر ہو خواہ حج وغیرہ کا) شریک وہ سفر فرض

و واجب نہ ہو) ایسا ہو جس میں غالب ہلاکی کا اندیشہ نہیں بغیر اجازت والدین درست ہے۔ اگر والدین اس سفر سے منع کریں تو ان کے کہنے سے سفر نہ کرنا ضروری نہیں۔

چنانچہ مسئلہ درمختار اور عالمگیری میں موجود ہے۔ اور جو سفر فرض یا واجب ہو اس میں بطریق ادنیٰ یہ حکم ہوگا جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ

جب والدین اپنی ضروری خدمت کے محتاج نہ ہوں۔ خواہ ان کو حاجت ہی نہ ہو یا ہو تو دوسرا کوئی ضروری خدمت کرنے والا موجود ہو۔ وجہ یہ ہے کہ مذکورہ صورتوں

میں والدین کو کوئی رنج و تکلیف واقعی اور قابل اعتبار نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اس لئے اس صورت میں والدین کے خلاف کام کرنا درست ہے نہ حرام نہ مکروہ۔

(۲) اگر والدین کو ضروری حاجت کے لئے درجہ کو شہر لیتے ہو ضروری کہا ہے مثلاً طعام و لباس وغیرہ و ادائے قرض، خرچ کی ضرورت نہ ہو اور اولاد کے

پاس اپنی ضروری حاجت سے روپیہ یا دوسری قسم کا مال زائد ہو اور والدین اولاد سے طلب کریں تو اولاد کو دینا ضروری نہیں۔

(۳) والدین بغیر احتیاج خدمت نوافل پڑھنے کو منع کریں یا کسی دوسرے غیر ضروری کام کرنے سے روکیں تو اس صورت میں ان کا کہنا ماننا ضروری نہیں۔

ہاں اگر وہ خدمت ضروری کے محتاج ہوں اور نوافل وغیرہ میں مشغولی ان کو تکلیف دے اور کوئی دوسرا خادم نہ ہو تو اولاد پر ضرور اور واجب ہے کہ نوافل وغیرہ چھوڑ کر

ان کی خدمت کرے۔

(۴) اگر والدین حقہ نوش ہوں اور حقہ پینا بغیر کسی مرض اور معذوری کے ہو اور اولاد سے حقہ تیار کرنے کی فرمائش کریں رخصت پینا سخت مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر

کوئی خاص حُقتہ ہو اور اس سے کسی ضرر اور بد بومنتہ میں پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔
یا کوئی ایسا مرض ہو کہ سوائے حُقتہ کے کسی وجہ سے دوسرا علاج ممکن نہ ہو تو شرعاً
بلا کراہت اجازت ہے۔ صاحب مجالس الابرار نے نہایت تحقیق اور تفصیل
سے حُقتہ کی مذمت ثابت کی ہے تو اولاً پیراس کہنے پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ
ایک فعل مکروہ کا مرتکب ہونا ہے جو شرعاً مذموم ہے۔ اور ضرورت کی حالت
میں جس کی تفصیل بیان ہو چکی اس فسرمانش کی تعمیل واجب ہے۔

(۵) اگر کسی کی بیوی سے کوئی (واقعی) تکلیف اور رنج اس شخص کے والدین
کو نہ پہنچتا ہو خواہ مخواہ والدین اس شخص کو حکم کریں کہ تو اپنی عورت کو طلاق دیدے،
تو اس کہنے کی تعمیل اس آدمی پر ضروری نہیں بلکہ ایسی صورت میں طلاق دینا
عورت پر ایک طرح کا ظلم کرنا ہے۔ طلاق اللہ پاک کے نزدیک بڑی بُری چیز ہے
فقط مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے خواہ مخواہ طلاق دینا ظلم اور مکروہ تحریمی ہے۔
نکاح تو وصال کے لئے موضوع ہے یہ فراق بلا وجہ کیسے روا ہو سکتا ہے۔ وفصلہ
ابن الہمام فی فتح القدیر وحققہ۔

عہ لا ترد علینا حال سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما الطلقات کثیرۃ لازواجہ کما ہو مذکور فی الکتاب
فاہ لا یظن انہ کان یفعلہ بغیر سبب وافر من ذالک فہو قیاس الصحابی فلا یلزم علینا اقرباء ۱۲
عہ قال الشیخ بن الہمام فی کتاب الطلاق من فتح القدیر ولا یجوز ان کلامہم فیما سیاتی من التعلیل
یصرح بانہ محظور لما فیہ من کفر ان نعمۃ النکاح وللمحدثین للذکورین وغیرہا واما انجیح الحاجۃ
والحاجۃ ما ذکرنا فی بیان سببہ فبین الحکمین منہم تعاف فالاصح حظہ الحاجۃ للادۃ المذكورۃ کل
لفظ المباح علی ما انجیح فی بعض الاوقات اعنی اوقات تحقق الحاجۃ المبرجۃ انتہی الی ملہنا کلامہ ثم
طول کلامہ فان شئت فارج الیہ ۱۳

(۶) اگر والدین کسی گناہ کا حکم دیں کہ قسلاں گناہ کرو، مثلاً فرمائیں کہ اہل حق کی مدد نہ کرو یا زکوٰۃ نہ دو یا دینی تعلیم نہ کرو یا اور کوئی ایسی ہی بات کا حکم دیں تو ان صورتوں میں ان کا کہنا ماننا حرام ہے اور ان کی مخالفت فرض ہے۔ جب کہ وہ کام ضروری ہو جس سے وہ روکتے ہیں، ہاں اگر ان کو کوئی (واقعی اور سخت) تکلیف ہو مثلاً وہ بیمار ہوں، اور کوئی خادم نہ ہو اور نماز کا وقت ہو اگر ان کی خبر گیری نہ کی جائے تو سخت تکلیف کا اندیشہ ہے۔ پس ایسی صورت میں اگر وہ نماز قضا کرنے کو کہیں تو قضا کر دے، پھر کسی وقت قضا پڑھ لے۔ اور اگر کسی مستحب کام سے روکیں اور اپنی کسی ضروری حاجت (واقعی اور معتبر) کی وجہ سے روکیں تو ان کے حکم کی تعمیل واجب ہے۔ اور خواہ مخواہ روکیں تو واجب ہے۔

(۷) اگر والدین کہیں کہ تم ہماری فلائی اولاد کو رکھو۔ صاحب حاجت نہیں ہے، اس قدر رسم دید و توبہ اور جو گنجائش کے بھی یہ رقم دینا واجب نہیں۔ (یہاں تک کہ مع نظائر یہ بیان ہو گیا کہ کس کس جگہ والدین کے حکم کی تعمیل واجب اور کس مقام پر منع ہے۔ اور کس مقام پر جائز ہے۔ غرض ہر جگہ اطاعت والدین ضروری نہیں)

(۸) حدیث میں ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا افضل ہے نماز سے اور روزہ سے اور حج سے اور عروہ سے اور جہاد سے اور خدائیں (یہ حدیث ثابت نہیں اس لئے قابل اعتبار نہیں۔ اور اس کو حدیث کہنا روا نہیں جیسا کہ امام شوکانیؒ نے مختصر سے نقل کیا ہے۔ فوائد مجموعہ میں اور قاعدہ شرعی کے خلاف ہی جیسا کہ آگے معلوم ہوگا، (۱۰) مشکوٰۃ باب البر والصلہ میں بروایت ترمذی مذکور ہے رضا کرے پروردگار رضائے والدین میں ہے (یعنی والدین اگر راضی رہیں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی رہے اور اگر وہ ناراض رہیں تو خدا بھی ناراض رہے) اور ناخوشی پروردگار کی ناخوشی والدین میں ہے۔

ف یہاں سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ ہر کام میں والدین کی رضا لازم ہے ورنہ گناہ ہوگا۔

حالانکہ یہ حکم نہیں۔ پس مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جن امور میں اطاعت والدین شریعت سے لازم ہے اُن امور میں اگر کوتاہی کرے گا تو تاراضی حق حاصل ہوگی۔ اور نافرمان جب ہی ہوگا جبکہ حقوق ضروریہ ادا نہ کرے۔ پس یہ حکم مطلقاً نہیں بلکہ داخل ہر اسی قاعدہ کلیہ میں جو ابتداءً قائم کیا گیا ہے۔ کہ جس بات کے کرنے سے والدین کو تکلیف ہو وہ کام نہ کرنا واجب ہے۔ اور اس حدیث کا شان نزول خصوصیت بیان حقوق والدین اور مراد مذکور پر دلالت کرتا ہے جس کو اشعة اللمعات میں نقل کیا ہے۔ اور راز یہ ہے کہ ہر امر میں اطاعت کا حکم دیا جاتا اور اسی طرح عورت کو ہر امر میں خضوع و اطاعت کا حکم ہوتا تو بہت سے لوگ عبادت الہی سے جو پیدائش انسان سے اصلی مقصود ہے محروم ہو جاتے اور اپنے اصلی محبوب کی یاد سے اور اس کے ذکر کی حقیقی لذت اور کمالات عالیہ سے محروم رہتے۔ جن بغیر طالب خالق اکبر کو چین ہی نہیں اور مقصود بھی وہی ہے جیسا کہ تھمید میں بیان کر چکا ہوں۔ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۚ اور ہم نے جن و انسان کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔

اور حدیث قدسی جو باعث بارئہ ضعیف مگر ہمارے مقصود کو غیر مضر اور باعتبار تحقیق حضرات اہل کشف صحیح ہے اسی مضمون کو بتلاتی ہے اور وہ یہ ہے کُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًّا فَأَخْبَرْتُ أَنْ أُخْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔ میں خزانہ میں پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں سو پیدا کیا میں نے مخلوق کو پس معلوم ہوا کہ عبادت الہی اور معرفت محبوب حقیقی مقصود ہے پیدائش مخلوق سے پس ہر جگہ اس کو مقدم رکھا جائیگا۔ (۴) مشکوٰۃ کے مقام مذکور میں حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ ایک مرد اُن کے پاس آیا اور کہا کہ میری ایک بیوی ہے جس کے طلاق دینے کا میری ماں حکم کرتی ہے (آیا طلاق دوں یا نہیں) پس فرمایا اس سے حضرت موصوف نے میں نے

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ باپ (اور ماں) افضل درود و بہشت کا ہے۔ یعنی سبب داخل ہونے جنت میں افضل دروازے جنت سے رضائے والد (اور والدہ) ہے۔ پس اگر تو چاہے تو حفاظت کر دروازے کی یا ضائع کر دے اس کو درود حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔ ظاہر یہی کہ اس عورت سے اس مرد کی والدہ کو تکلیف (واقعی) پہونچتی تھی اس وجہ سے طلاق دلانا چاہتی تھی۔ ورنہ خواہ مخواہ طلاق دلانا ظلم ہے اور ظلم پر مدد کرنا ظلم ہے، پس طلاق جو ظلم ہے صورت مذکورہ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اس کی کیسے اجازت دے سکتے تھے۔ نیز یہی جواب ہے اس حدیث کا جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت علیؓ چاہتے تھے کہ ان کے صاحبزادے اپنی بیوی کو طلاق دیدیں اور صاحبزادے طلاق دینا نہیں چاہتے تھے تو انہوں نے جناب سرور عالم سے مسئلہ دریافت کیا، آپ نے طلاق دینا ارشاد فرمایا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے مقبول صحابی کسی پر کیسے ظلم کرتے، اگر بفسد محال ایسا کرتے تو حضور سرور عالم کیسے گوارا فرماتے اور ظلم کی کس طرح اعانت فرما سکتے تھے۔ اس حدیث کی تقریر قریب اسی تقریر کے حضرت امام ہمام غزالی قدس سرہ نے احیاء العلوم میں فرمائی ہے۔

(۵) حضرت ابن عباسؓ سے مشکوٰۃ کے باب مذکور میں ہر روایت یہی روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے جو شخص صبح کرے اس مال میں کہ کہ فرما بزرگوار ہو حق تعالیٰ کا مال باپ کے حق ضرور ادا کرنے میں تو وہ ایسے حال میں صبح کرتا ہے کہ دو دروازے جنت کے اس کے لئے کھلے ہیں۔ اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو اور یہ بڑا اس کے ساتھ کیا جائے تو بطریق مذکور ایک دروازہ جنت کا اس کے لئے

۱۰ اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے ۱۱

کھلا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح جو صبح کرے اس حال میں کہ نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ کی والدین کے حقوق (ضروریہ) میں تو ذور و ازبے جہنم کے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ ایک مرد نے عرض کیا کہ اگرچہ والدین اس پر ظلم کریں (یعنی باوجود ان کے ظلم و زیادتی کے بھی ان کی اطاعت ہی کرے) حضور اقدس نے تین بار فرمایا کہ اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں رتبہ بھی اس کو اطاعت ہی چاہئے اور ضرور ہے۔ واضح رہے کہ مطلب یہ ہے کہ والدین کے ظلم کرنے کی وجہ سے جو حقوق ان کے اولاد پر ضرور ہیں ان کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے کہ انھوں نے ہمارے ساتھ بُرائی کی ہم بھی ایسا ہی کریں یہ غرض نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے کام کا حکم کریں جو شرعاً ظلم ہو اور اس میں ان کا کہنا مانے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق "نہیں ہے کسی طرح کی تابعداری کسی مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں" یعنی کسی مخلوق کا کسی قسم کا حکم ماننا جو خالق کے حکم کے خلاف ہو ہرگز جائز نہیں۔ اور یہ جملہ صورتہ خبر ہے اور مراد اس سے یہی ہے۔ اور نہی بصوت خبر مبلغ ہوتی ہے خود نہی کے صیغہ سے۔ پس نہایت تاکید سے یہ امر ثابت ہوا کہ کسی مخلوق کا کوئی کہنا ماننا جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو ہرگز جائز نہیں بخوبی سمجھ لو۔

(۴) بیوی کے نفقہ کے سوا اور اہل تربت کا نفقہ مرد کے ذمہ اُس وقت واجب ہوتا ہے، جبکہ وہ اس قدر مال کا مالک ہو جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔ اور والدین بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ اور بیوی کا نفقہ ہر صورت میں فرض ہے خواہ شوہر فقیر ہو یا امیر ہو (حاشیہ شرح وقایہ) پس معلوم ہوا کہ جب تک بقدر مال مذکور مرد کے پاس نہ ہو والدین کا نفقہ (ضروری خرچ) واجب نہ ہو گا۔ اس تقریر سے یہ غرض نہیں کہ انسان والدین سے بے رنجی اور

ان کے ادائے حقوق میں کوتاہی اور ان کی احسان فراموشی کرے کہ یہ تو بہت بُری بات ہے۔ بلکہ غرض اس تمام تقریر سے یہ ہے کہ مبالغہ رفع کر دیا جائے۔ وہ حقوق بھی بیان ہو جائیں جو واجب ہیں اور وہ بھی جو غیر ضروری اور مستحب یا مباح ہیں۔ والدین رب مجازی ہیں ان کا بڑا لحاظ اور بڑی اطاعت کرنی چاہئے اور چونکہ حقوق والدین مشہور ہیں ان کے بیان کی حاجت نہیں۔ نیز یہ کتاب جس مبالغہ رفع کرنے کے واسطے مضموع ہے وہ اس کا اصلی مقصد ہے۔ اور صورت مذکورہ میں مستحب منکد ہے کہ اگر کوئی خاص مجبوری نہ ہو تو باوجود اس قدر مال نہ ہونے کے بھی ان کی خدمت کرے۔ اگرچہ خود کو تکلیف ہو۔

(ک) والدین کے فرمانے سے مشتبہ مال کا کھانا واجب نہیں ہو تا اس لئے کہ اس میں والدین کو کوئی معتبر اور واقعی تکلیف نہیں، ہاں اگر اولاد مرنے لگے اور سخت تکلیف ہو اور والدین اصرار کریں کہ مشتبہ مال صرف کبر اور حلال طیب مال ہے ان کو قدرت نہ ہو تو ان کی فسرماں برداری کے لئے بقدر حاجت کھالے۔ ہاں اگر وہ کھانے والا صاحب قلب صافی اور بزرگ ہو تو جب بھی نہ کھائے کہ ایسا مال ایسے شخص کو جتنی اور ظاہری اور باطنی اور معنوی سخت نقصان دیتا ہے۔ جیسا کہ بند کا اور دیگر حضرات کا تجربہ ہے۔ اور ایسی صورت میں والدین کی فرمان برداری واجب نہیں۔ اس لئے کہ اپنی ذات کو از خود ہلاکی میں ڈالنا ممنوع ہے۔ اور اس میں نافرمانی خالق ہے۔ اور مخلوق کی اطاعت ناراضی خالق میں روا نہیں۔ اور ایسی صورت میں تکلیف سے اگر مرجائے اور خراب مال نہ کھائے تو بڑا ثواب ہوگا۔

(۸) باب النقول میں ہے کہ جنگ بدر میں اہل مسلمانوں کے لشکر خدائی گھر۔

عہدہ قال بعض العلماء انما انزلی قدر متروک قلت ان من انقی بذلک فهو کان محققا ۱۲

میں حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح تھے اُدھر کفار کے لشکر شیطانی گروہ میں اُن کے باپ جو مُشَرک تھے اپنی بیٹے کے جان سے مانے کی تلک و دو میں لگے ہوئے تھے حضرت ابو عبیدہؓ نے جب دیکھا میرا باپ کافر مجھ کو میرے اسلام کی وجہ سے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اُدھر اُدھر بچے پھرتے رہے۔ آخر کار موقع پا کر باپ کو مار ڈالا تو آیات ذیل نازل ہوئیں انہی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے باپ ابو قحافہؓ نے کفر کی حالت میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمہ منہ سے نکالا، حضرت صدیقؓ نے فوراً منہ پر طمانچہ کھینچ مارا وہ گہر پڑے اور حضورؐ سے شکایت کی، سرور عالم نے یہ قصہ حضرت ابو بکرؓ سے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی۔ ورنہ ایسے بے جا کلمے پر گردن اڑا دیتا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ان آیات کا شان نزول یہ دو سبب ہیں۔ اور وہ آیتیں سورہ مجاد پارہ ۲۸ میں ہیں، جن کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ تو نہ پائے گا اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور روز آخرت پر کہ وہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے گو وہ اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے کنبے کے، یہی ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے یعنی خوب رچا دیا ہے) اور ان کی تائید کی فیضان غیبی سے اور ان کو داخل فرمائے گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں، ہمیشہ وہیں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ یہ خدائی شکر ہے۔

سنو جی: اللہ کا شکر وہی فلاح پانے والے ہیں۔ یہاں سے بخوبی روشن ہو گیا کہ اللہ پاک کے حق کے سامنے والدین کے حق کی کیا وقعت ہے۔ اور ثابت ہوا

۱۵ یہ بڑے زاہد صحابی ہیں ۱۶ ۱۷ پھر یہ اسلام لے آئے تھے ۱۸

کہ جہاد میں باپ کو خود قتل کرنا درست ہے۔ اور ہدایہ میں جو مسئلہ لکھا ہے کہ جہاد میں اپنے باپ کے مارنے کو دوسرے کو اشارہ کر دے خود نہ مارے، سو ظاہر ہے کہ یہ حکم مستحب ہے۔ کہ ادب پدری بھی ملحوظ رہے گا۔ اور مقصود بھی حاصل ہو جائیگا اور یہ بھی جب ہے کہ دوسرا شخص موجود ہو ایسے موقع پر اس کو بخوبی مار سکے۔ کفر اور فسق کا انجام ذلت ہے۔ پس ادب پدری طور پر نہیں باقی رہ سکتا۔ پس اگر والدین فاسق ہوں تو خوب اچھے طریق پر نصیحت کرے اور اگر ضرورت ہو اور جھڑک دے تاہم کچھ گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے۔ معاملہ دینی میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔ لیکن حتی المقدور خاص طور پر ادب ملحوظ رکھے۔ جہالت سے نہ پیش آئے۔ متانت اور ادب کا برتاؤ کرے۔ حد شریعت کے اندر اندر خوب سمجھ لو۔ اور حضرت ابراہیم نے جو اپنے کافر باپ کو باوجود کفر اور نصیحت نہ ماننے کے کوئی تکلیف نہیں دی۔ سو اس وجہ سے کہ اُن کو بظاہر امید تھی کہ یہ نرمی سے نصیحت قبول کریں گے اور اسی شفقت کی وجہ سے استغفار کرنے کا اُن کے لئے وعدہ کیا تھا۔ مگر جب یہ امید منقطع ہو گئی اور معلوم ہوا کہ یہ دشمن خدا ہے۔ اور استغفار بوجہ کفر اُن کو مفید نہ ہو گی تب اُن سے بیزار ہوئے۔

(۹) احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جو خدا کا فرماں بردار نہ ہو اور والدین کا فرماں بردار ہو تو بوجہ اطاعت والدین نامہ اعمال میں اوہ نیک لکھا جاتا ہے۔ اور جو اس کے خلاف ہو

سید علیہ مارواہ الزمخشری عن حذیقہ انہ استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قتل ابیہ رہو فی صف المشرکین فقال دعہ لیلہ غیرک انتہی وقلت بالاختیار تطبیقا بین الاحادیث وعل ہذا الحدیث ثابت لکن لم اطلع علی وضعہ ولا ثبوتہ فی غیر الکشاف والبیضاوی۔ و تتبعت کتب الموضوعات ۱۲

سہ بھڑکنے کی ممانعت قرآن کی نصیحت میں ہو اور محققین فقہاء نے ایسی صورتیں کہ والدین کسی گناہ میں مبتلا ہوں اور

وہ بد لکھا جاتا ہے۔ یہ روایت اگر طریق معتبر سے ثابت ہو تو اس سے وہم ہو سکتا ہے کہ طاعت خالق کا درجہ اور حقوق الہیہ کا مرتبہ ہر موقع پر حقوق والدین سے کم ہے، مگر ایسا نہیں ہے۔ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو شخص طاعت والدین کرے ان امور میں کہ جہاں ان کی اطاعت جائز ہے خواہ وہ طاعت واجبہ ہو یا مستحبہ ہو تو اُسکی برکت سے حقوق الہیہ کا ادا نہ کرنا معاف ہو جاتا ہے۔ اور جبکہ والدین کے ضروری حقوق ادا نہ کرے تو دیگر اعمال متعلق حقوق الہیہ ادا کرنے سے یہ نافرمانی والدین معاف نہیں ہوتی، پس نافرمان لکھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ حقوق العباد باوجود قدرت بغیر اویہ یا بغیر معافی اصحاب حقوق ساقط نہیں ہوتے کہ اللہ غنی اور بندہ محتاج ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ والدین کا غیر ضروری حکم نہ ماننے سے باوجود اطاعت حقوق الہیہ بندہ نافرمان لکھا جائے گا۔ خوب سمجھ لو۔

(۱۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی باپ نے اپنے بیٹے کی اس کوریج و ایذا دینے کی شکایت کی۔ آپ نے بیٹے سے وجہ دریافت کی اور کہا تو خدائے نہیں ڈرتا باپ کا حق بہت بڑا ہے۔ انھوں نے کہا کہ موافق حکم حدیث میرے ان پر (خاص طور پر) تین حق تھے۔ نام اچھا رکھنا، تعلیم کرانا، اپنی شادی اچھی جگہ (شرعی طور پر) کرنا کہ لڑکے کو لوگ طعنہ نہ دیں۔ لہذا وہ ماں کے بڑے بیٹے ہو کر انھوں نے کوئی حق ادا نہیں کیا (غیر تعلیم کسی کا حق کیسے معلوم ہو سکتا ہے جو ادا کریں) پس حضرت فاروق اعظمؓ نے لڑکے سے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ اور فرمایا باپ سو کہہ تو کہتا ہے کہ میرے بیٹا مجھے ایذا دیتا ہے بلکہ اس کے ایذا دینے سے پہلے تو اس کو ایذا دے چکا ہے، میرے سامنے سے اٹھ جا۔ یہ حدیث امام فقیہ ابوالثیث نے روایت کی ہے۔ مختصر کر کے نقل کیا ہے۔ ہر شخص کے حقوق کا لحاظ شریعت میں کیا گیا ہے اور اسی کے موافق مطالبہ ہے، امام علامہ سیوطیؒ نے تذکرہ میں لکھا ہے

کہ حضرت سعید بن المسیب (یہ بڑے درجہ کے تابعی ہیں۔ علم میں کوئی تابعی اس درجہ کو نہیں پہنچا۔ اور بزرگ تھے اور صاحب کرامت تھے) نے اپنے باپ سے علیحدگی اختیار کی اور بالکل چھوڑ دیا (دینی وجہ سے) یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو گئی (حضرت موصوف کی یا اُن کے باپ کی) سبحان اللہ اللہ والے کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ خالق اکبر کی مخالفت اُن کو گوارا نہیں گو کوئی راضی ہو یا ناراض ہو۔

(۱۱) ذکر کرنا والدین یا دیگر حضرات کی مالی خدمت و نیز دوسری غیب ضروری خدمتوں سے افضل ہے۔ اور علمی عبادت تو بطریق اولیٰ افضل ہے۔ یہ مضمون درمیت سے ثابت ہے۔

الحمد للہ کہ یہاں تک بخوبی ثابت ہو گیا کہ خلاف شرع حکم والدین کا ماننا جائز نہیں۔ اور وہ مقامات بھی معلوم ہو گئے جہاں اطاعت والدین فرض، مستحب ہے۔ الغرض ہر حکم والدین کی تعمیل لازم نہیں۔ اور معتبر حدیث میں ہے کہ **نزلوا الناس من اذلہم** یعنی لوگوں کو ان کے درجوں پر قائم کرو۔ نہ کسی کو حد سے زیادہ بڑھاؤ اور نہ حد سے زیادہ گھٹاؤ خود افضل بالبشر سید الانبیاء نے اپنی حد سے زیادہ تعریف کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حالانکہ آپ کا رتبہ والدین وغیرہ سب سے زیادہ ہے) و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی سید المرسلین و آلہ اجمعین و سلم۔

تذیل مفید

(۱) استاد و مرشد کا بڑا حق ہے۔ لیکن والدین سے کم ہے۔ بعض حضرات سے

لے لفظ سعید بن المسیب ہجرا ہاتھی مات و کان الثوری علم من ابی یلی فمات ابن ابی یلی و لم یشهد الثوری جنازہ و قد نقلتہ لان الاستاذ اب روحی لکن لا یبلغ درجۃ الاب الحقیقی فاجہم ۱۲ لے قد جاء فی فضل الذکر

درجہ میں تعلیم و ان کی خدمت سے فائدہ نظر کی تشریح مشکوٰۃ فی شرح الصحیح الدہلوی ۱۲

غلطی ہوئی ہے جنہوں نے استاد و مرشد کے حق کو والدین کے حق پر ترجیح دی ہے اور والدین کے حق کو استاد و مرشد کے حق سے کم فرمایا ہے۔ اور شاید ان کی دلیل یہ ہوگی کہ والدین تربیت ظاہری و جسمانی کرتے ہیں اور یہ حضرات تعلیم باطنی اور تربیت روحانی فرماتے ہیں۔ اور روح و باطن کا فضل جسم پر ظاہر ہے، مگر یہ دلیل نہایت ضعیف قابل اعتماد نہیں کہ یہ جزئی فضل ہے کلی فضل نہیں پس ایک جہت بزرگی ہونا دوسری جہات سے افضل ہونے کے منافی نہیں۔ اور نہ کہیں قرآن و حدیث میں اس قدر اہتمام کے ساتھ استاد و مرشد کے حقوق کا بیان ہے۔ جیسا کہ والدین کے حقوق کا اہتمام شدت سے فرمایا گیا ہے۔ استاد و مرشد میں فقط تعلیم کی وجہ سے حق قائم ہوتا ہے۔ والدین بے شمار سختیوں اور بے طمع محبت سے اولاد کی پرورش کرتے ہیں باوجود اولاد کی گستاخی اور سرکشی کے اپنی اضطرابی محبت سے اولاد پر شفقت کرنے سے اعراض نہیں فرماتے اور جان و دل ان پر قربان کرتے ہیں۔ بخلاف استاد و پیر کے کہ تھوڑی خفگی کی بھی اس قدر بداشت دشوار ہو۔ جیسا کہ والدین بے شمار سختیوں کا تحمل کرتے ہیں اور جزا بمقدار عمل ہوا کرتی ہے۔ پس چونکہ والدین کا عمل بہت بڑا ہے لہذا درجہ بھی بڑا ہوا۔ گو بطریق تشو و ذوندت بعض والدین میں شفقت مرشد و استاد سے کم پائی جائے اور بعض استاد و مرشد میں والدین سے زائد شفقت پائی جائے۔ پس اس کا اعتبار نہیں اس لئے کہ بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے۔ مدار حکم یہ امر نہیں ہو سکتا مدار حکم وہی ہے جو بیان ہوا۔ خوب سمجھ لو۔ اور مرشد و استاد کا حق دل و جان سے سچی کر کے ادا کرو کہ ان کے ذریعہ سے انسانیت

لہ فلا تلتفت الی ما قال فی عالمگیرہ ناقلًا عن شرح شرعہ الاسلام من تقدیم حقوق الاساتذہ علی الابوین فانہ لیس فیہ نص ولا قیاس صحیح ولا اجماع ۱۲ منہ

اور رضائے الہی نصیب ہوتی ہے۔ مگر حد کو ملحوظ رکھو۔ یہ مختصر مضمون اس موقع پر کافی ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ استاد کے حکم سے بیوی کو طلاق دینا ضرور ہے۔ یہ غلط محض ہے۔ اور ہر موقع پر تو والدین کا بھی اتنا حق نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا۔ سوائے عظمت اور تکریم اور ضرورت کے وقت مثل خدمت دیگر حضرات ان کی خدمت کرنے کے مثل والدین ان کی اطاعت لازم نہیں۔ ان قسماً واجب ضرور ہے اس موقع پر جہاں والدین کی اطاعت لازم ہے خوب سمجھ لو۔ اور استاد اگر فاسق یا کافر ہو تو بھی اس کی تعظیم اور ادائے حقوق میں کمی نہ کرے ہاں دل سے بُرا سمجھے۔

(۲) بیوی کے ذمہ خاوند کی خدمت اور اس کی خواہش کو پورا کرنا لازم اور فرض ہے وہ کوئی مباح کام بھی ایسا نہیں کر سکتی جس میں خاوند کی خدمت وغیرہ میں خلل پڑے، دنیا میں بیوی پر خاوند کا جتنا حق ہے اتنا کسی کا کسی پر نہیں۔ جیسا کہ حدیث (مشکوٰۃ) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اگر میں سجدہ کرنے کا غیر خدا سے تعالیٰ کے لئے حکم کرتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، یہاں سے کس قدر عظمت شوہر کی ثابت ہوئی کہ عبادت جو مخصوصات خداوندی میں سے ہے، اگر غیر خدا کے لئے روا ہوتی تو اس کا اہل شوہر کے سوا کوئی دوسرا نہ ہوتا۔ لیکن بہر حکم خاوند کا ماننا ضروری نہیں۔ ہاں خاوند کا وہ حکم جس کے نہ کرنے سے اسے تکلیف ہو اور اس کی خدمت کا حرج ہو یا کسی کام کے کرنے سے ایسا ہو، پس ضرور ہے کہ عورت ایسے امور میں دل شریک کہ وہ امور خلاف شرع نہ ہوں، خاوند کی تابعداری کرے۔ اور اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے اور کی طرح اس کے حقوق میں کمی نہ کرے۔ اور یہ مضمون والدین کے حقوق کے بارہ میں تفصیلی بیان ہو چکا ہے۔ بعینہ وہی حکم یہاں ہے۔ مگر یہاں زیادہ نوکد ہے۔ سمجھانے کے چند مسائل نمونے کے طور پر لکھتا ہوں۔

(۱) خاوند اور زوجہ کا مال شرعاً جدا جدا سمجھا جاتا ہے جس چیز کی خرید و فروخت اور ہر قسم کے تصرف کا حق زوجہ کو حاصل ہو گا وہ مال اس کا مملوک ہو گا اور جس مال پر اسی طرح زوج کا تصرف ہو وہ مال زوج کا ہے غلط ملط اور گڑبڑ کرنے سے اگر مال حد نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ وغیرہ ساقط نہ ہو گی۔ پس اگر خاوند کہے کہ میرا تیرا ایک ہی معاملہ ہے تو زکوٰۃ نہ ادا کر تو ہرگز اس کا کہنا نہ مانے کہ اس میں مخالفت خداوندی ہے اور کسی مخلوق کی اطاعت مخالفت الہی میں جائز نہیں، لوگ اس مسئلہ میں کوتاہی کرتے ہیں۔

(۲) اگر خاوند عورت کے مملوک مال جائز موقع میں صرف کرنے سے روکے تو عورت کو اس کے حکم کی تعمیل واجب نہیں جبکہ بغیر کسی وجہ شرعی روکے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ باہم فساد برپا کرنا اچھا نہیں۔ حتی المقدور خوب موافقت سے رہنا چاہئے۔ بعض شوہر چونکہ دیندار نہیں ہوتے اس وجہ سے ایسے موقعوں پر مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ ایسے فساد سے بچنے کے لئے جائز اور مکروہ تنزیہی امور میں اس کی اطاعت کر سکتی ہے۔ ہاں فرض و واجب و سنت متوکلہ کو اس کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتی۔

(۳) بغیر اجازت شوہر کسی بزرگ سے بیعت ہونا جائز ہے، ہاں کسی فساد کا اندیشہ ہو تو اس فساد رفع کرنے کی وجہ سے یہ جائز ہے کہ بیعت نہ ہو۔ مثلاً خاوند منح کرے کہ تو بیعت نہ ہو اور وہ بیعت ہونا چاہتی ہو تو اگر باہمت ہو تو اللہ کے بھروسہ پر بیعت ہو جائے۔ لیکن پھر کوئی رنج اس وجہ سے پیش آئے تو صبر کرے۔ ناشکری نہ کرے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پیش آتی ہیں۔ آخرت میں ایسے لوگوں کا بڑا درجہ ہے۔ اور یہی حکم ان کاموں کا ہے جو مکروہ تنزیہی ہیں اور خاوند ان کے کرنے کو کہے۔

(۴) اگر خاوند مکان پر موجود ہو تو نفل روزہ و نماز بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے۔ اس لئے کہ شاید اُس کی خدمت میں اس وجہ سے کوتاہی ہو جائے۔
 ہاں اُس کی اجازت سے پڑھے۔ حدیث شریف میں مکان پر موجود ہونے کی قید آئی ہے۔ اگر باہر ہو تو بغیر اجازت مضائقہ نہیں۔ اور اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خاوند کے حقوق میں خلل انداز ہوں ان کا کرنا بغیر اس کی اجازت جائز نہیں۔ اور باقی سب کام شرع کے موافق کرنے درست ہیں۔

(۵) اگر شوہر کوئی جائز کام کسی اپنے قسداً بت داریا کسی غیر کا عورت سے کرا دے بغیر کسی مجبوری تو اس کا کرنا عورت کے ذمہ ضروری نہیں۔ مثلاً کسی کے لئے روٹی پکوائے یا کپڑا سلوائے یا کوئی ایسا ہی کام کرائے اگر کسی مجبوری سے کرائے تو چونکہ اُس کام نہ کرنے میں خاوند کو تکلیف ہوگی اس لئے ضرور ہے کہ کر دے۔ (فائدہ جلیلہ) اگر عورت کسی غیر محرم کا (بلا سخت مجبوری) کپڑا دے تو اگر وہ شخص اچھا دیندار ہے اور کوئی فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر وہ شخص بد دین ہو اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو سہنا درست نہیں۔ بعض بدچلن لوگ سیون دیکھ کر لذت حاصل کرتے ہیں۔ بطور نمونہ یہ تھوڑا سا مضمون مبالغہ سے بچانی کے لئے لکھ دیا گیا تاکہ وہ واضح معلوم ہوں کہ جہاں اُلتا شوہر ضروری اور جہاں غیر ضروری ہے، ورنہ خاوند کی اطاعت شرع کے موافق جسطح ہو بڑی عمدہ بات ہے۔ بڑا درجہ جنت میں ایسی عورت کو حاصل ہوگا، ہاں نوافل وغیرہ عبادات کا بھی خیال رکھے کہ اصلی مقصود پیدا نش مخلوق کی طاعت الہی ہے۔ اور اس کا تفصیلی حال کہ جس حالت میں ذکر اللہ والدین کی غیر ضروری طاعت و فضل ہے پیشتر بیان کر چکے ہیں وہی حکم یہاں بھی ہے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے۔ یہ عبرت کی جا ہے تا شا نہیں ہے۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ تذیل مفید تمام ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ مقبول اور نافع فرمائے۔ بظیفیل جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

ضمیمہ مفیدہ از مولف در بیان حضرات مجددین امت محمدیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ۵
اسماء گرامی حضرات مجددین ملت

۱	حضرت امام الزاہدین سیدنا و مولانا امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین عمر بن عبد العزیز (تابعی) رضی اللہ عنہ و عنہ
۲	حضرت سیدنا و مولانا امام ربانی صاحب مذهب محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳	حضرت ابن شریح و حضرت امام اشعری رحمہما اللہ تعالیٰ۔
۴	حضرت امام ابو بکر باقلائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
۵	حضرت امام العلماء مقتدر الاقواء رئیس الزوا و سلطان العباد مولانا محمد بن محمد ابو حامد غزالی قدس سرہ
۶	حضرت امام اصفہانی و امام اکملین فخر الدین رازی رحمہما اللہ تعالیٰ۔
۷	حضرت امام المحدثین زبدۃ الکامین شیخ تقی الدین ابن دقین العید رحمۃ اللہ علیہ۔
۸	حضرت حافظ حدیث زین الدین عراقی و حضرت بکری بقی رحمہما اللہ تعالیٰ۔
۹	امام المحدثین مقدم المتصوفین شیخ المشائخ صاحب کشف و کرامات مولانا جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ و عنہ
۱۰	حضرت مولانا محدث علی قاری رحمہ اللہ الباری۔
۱۱	حضرت قطب ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ۔
۱۲	حضرت امام المسلمین قدوة الکاملین زبدۃ المحققین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ
۱۳	حضرت قدوة العارفين خلاصہ خاندان عسکری سیدنا و مولانا سید احمد رضا راکھ پریوی قدس سرہ
۱۴	حضرت علامہ زمان قطب دوراں سیدی و محبوبی و مرشدی حافظ قاری مولوی حاجی
۱۵	احبۃ النجباء شاہ اشرف علی صاحب کھانوی سلمہ رب القوی۔

و اعلم ان ہذہ الامۃ لا تتجاوز عن الخصالۃ بعد الالف کما جاز فی الخلد و حقہ الامام علی
و لعلہ علی و سلطان الشیخین

یہ کتاب اور ہر قسم کی مذہبی ادارہ اشرف العلوانک واڑہ۔ کراچی
کتب مٹے کے پتے پر۔ ادارہ اسلامیات ۱۹ نئی انارکلی لاہور

بجاء ضرور ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اور کبھی ایک زیادہ بھی ہوتے ہیں۔ اور حدیث میں اس کی نفی نہیں ۱۲ منہ سے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله المنہ کہ رسالہ بذات الیق مجد و وقت و حکم امت حضرت مولانا
شاہ محمد اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اغلاط العوام فی اسباب الاحکام

جو

مع اضافات قدیمہ و جدیدہ

جمادی الثانیہ ۱۳۶۸ھ میں بانتظام احقر نور احمد اکیابی

ادارہ اشرف العلوم

ٹانک واڑہ کراچی سے شائع ہوا

چار آنہ

قیمت —

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعطاء العوام فی باب الاحکام

بعد الحمد والصلوة مقصود بالاظہار یہ امر ہے کہ باوجود اس کے کہ اس وقت
بفضلہ تعالیٰ علم دین کا سامان یعنی کتب مطبوعہ کی دستیابی اور ارزانی پھر ان کا اردو میں ترجمہ
ہو جانا، اور علماء حقانی کا جا بجا وجود اور ان کا ضروریات دین پر وعظ کہنا اور بعض حضرات کا
حسب ضرورت از خود یا بلائے پھر جانا بھی یہ سب جس کثرت سے ہے ظاہر ہے اور محفل
شکر ہے۔ مگر باوجود اس کے پھر بھی اکثر عوام بلکہ بعض خواص کا عوام میں بھی بعض ایسے
غلط مسئلے مشہور ہیں جن کی کوئی اصل شرعی نہیں اور وہ ان کا ایسا یقین کئے ہوئے ہیں کہ
ان کو ان میں شبہ بھی نہیں پڑتا تاکہ علماء سے تحقیق ہی کریں۔ اور اکثر علماء کو بھی ان
غلطیوں میں عوام کے مبتلا ہونے کی اطلاع نہیں، تاکہ وہی وقتاً فوقتاً ان کا ازالہ کرتے
رہیں۔ جب نہ عوام کی طرف سے تحقیق ہو اور نہ علماء کی جانب سے تنبیہ ہو تو ان غلطیوں
کی اصلاح کی کوئی صورت ہی نہ رہی۔ اس لئے مدت سے خیال تھا جو بفضلہ تعالیٰ
اب ظہور میں آیا کہ ایسی غلطیوں پر جہاں تک اطلاع ہو ان کو ضبط کر دیا جائے۔
جس طرح علماء نے احادیث میں موضوعات کو مدون کیا ہے۔ یہ رسالہ فتہیات کا
موضوعات پر اور گویہ مسائل مختلف ابواب کے ہیں مگر ترتیب وار لکھنا دشواری ہی
خالی نہ تھا اس لئے مختلف طور پر لکھ دیا ہے۔ بعد ضبط ہو جانے کے اگر کوئی صاحب
نظر ثانی کر کے اس کا مرتب کرنا چاہیں اس وقت سہل ہوگا۔ ان ارید الاصل
ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اُنیب ط
مسئلہ: مشہور ہے کہ اذان نماز کے لئے مسجد میں بائیں طرف ہو اور اقامت یعنی

تکبیر و اہنی طرف شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ مسئلہ :- مشہور ہے کہ غسلہ
 کی تجارت ناجائز ہے، مگر یہ امر بالکل غلط ہے۔ البتہ جب قحط کی ایسی حالت ہو
 کہ غلہ قیمت سے بھی دستیاب نہیں ہوتا ہو اور اب اس کے نہ بیچنے سے خلاق کو
 تکلیف ہونے لگے، ایسی حالت میں غلہ روکنا حرام ہے۔ مسئلہ :- مشہور ہے
 کہ اگر مقتدی عمامہ باندھے ہو اور امام صرف ٹوپی پہنے ہو تو نماز مکروہ ہے، یہ محض
 بے اصل بات ہے۔ البتہ جو شخص خالی ٹوپی سے بازار اور مجمع احباب میں جاتا ہو
 منقبض ہو اس کو بدون عمامہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ خواہ امام ہو یا مقتدی۔
 مسئلہ :- عوام میں مشہور ہے کہ بے وضو و شریعت پڑھنا درست نہیں
 سو یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ قرآن بھی پڑھنا بلا وضو درست ہے۔ البتہ قرآن شریف
 کو ہاتھ لگانا بلا وضو درست نہیں۔ مسئلہ :- عوام میں مشہور ہے کہ زویہ نے
 بہت دنوں تک یاعزیز کا وظیفہ پڑھا ہے سو اس کی کچھ اصل نہیں۔ مسئلہ :-
 مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازے کا پایہ بھی نہ پکڑے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ جنہی
 لوگوں سے وہ زیادہ مستحق ہے۔ مسئلہ :- بعض جگہ عوام کا یہ خیال ہے کہ بلا گواہ بھی
 محض مرد و زن کی رضامندی سے نکاح ہو جانے کو درست سمجھتے ہیں اور اس کا
 نام تن بخشی رکھا ہے۔ سو یہ گمان باطل محض ہے۔ اس طرح ہرگز نکاح نہیں ہوتا
 بلکہ وہ زنا ہوگا۔ مسئلہ :- مشہور ہے کہ کسی کا ستر کھلا ہو النظر پڑنے
 سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ :- مشہور ہے کہ چار پانی پر نماز پڑھنے
 سے بند ہو جاتا ہے سو یہ محض بے اصل ہے۔ مسئلہ :- مشہور ہے کہ جسکی
 سنتیں صبح کی رہ جائیں اس کے درست ہونے کی یہ شہ ط ہے کہ سوچ نکلے
 تک اسی جگہ بیٹھا رہے۔ سو یہ بھی غلط ہے۔ بلکہ یہ جائز ہے کہ کسی کام میں بھجائے
 اور بعد آفتاب نکلنے کے ان کو پڑھ لے۔ مسئلہ :- مشہور ہے کہ عصر

اور مغرب کے درمیان میں کھانا پینا بُرا ہے۔ اور اس کی تصنیف کی ہے کہ مرتے وقت یہی وقت نظر آتا ہے۔ اور شیطان پیشاب کا پیالہ پینے کے لئے لاتا ہے، سو اگر کھا پینے کی عادت نہ ہوگی تو انکار کر دے گا۔ شرع میں اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۲۔ مشہور ہے کہ چاند اور سورج کے گھرنے کے وقت کھانا پینا منع ہے تو اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ البتہ وقت توجہ الی اللہ کا ہے، اس وجہ سے کھانے پینے کا شغل ترک کر دینا اور بات ہے۔ رہا یہ کہ دنیا کے تمام کاروبار بلکہ گناہ تک تو کرتا رہے اور صرف کھانا پینا چھوڑ دے، یہ شریعت کو بذل ڈالتا اور بدعت ہے۔

مسئلہ ۱۳۔ مشہور ہے کہ میت اگر گھر میں یا محلہ میں ہو اس کو لے جانے تک کھانا پینا گناہ ہے۔ یہ بات بھی محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۱۴**۔ بعض عورتیں نماز پڑھ کر جانمناز کا گوشہ یہ سمجھ کر اٹ دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ شیطان اس پر نماز پڑھے گا۔ سو ان میں کسی بات کی بھی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۵**۔ مشہور ہے کہ دعوت میں سے بھوکا اٹھنا منع ہے سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۶**۔ اکثر عوام کا معمول ہے کہ مریض جب جماعت میں شریک ہوتا ہے تو تمام صف کے کنارہ پر اور بائیں طرف بیٹھتا ہے۔ گو یا درمیان میں کھڑے ہونے کو بُرا سمجھتے ہیں سو یہ امر محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۱۷**۔ مشہور ہے کہ ایک روزہ رکھنا اچھا نہیں۔ اس مشصوری بھی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۸**۔ بعض کا خیال ہے کہ تہجد کے بعد سونا نہ چاہئے ورنہ تہجد جاتا رہتا ہے، سو اس کی کچھ اصل نہیں۔ اور بہت آدمی اسی وجہ سے تہجد سے محروم ہیں کہ صبح تک جاگنا مشکل ہے اور سونے کو ممنوع سمجھتے ہیں۔ سو جان لینا چاہئے کہ سور ہنا بعد تہجد کے درست ہے۔ **مسئلہ ۱۹**۔ مشہور ہے کہ جو شخص نیا مسلمان ہو اس کو سہل دینا چاہئے۔ ورنہ وہ پاک نہیں ہوتا سو یہ بات محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۲۰**۔ مشہور ہے کہ پیر کو مریدنی سے نکاح

درست نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ ہمارے پیغمبر اللہ علیہ وسلم اپنی سب بیبیوں کے
 پیر تھے۔ **مسئلہ ۲۱**۔ مشہور ہے کہ ذبح کرنے والے کی بخشش نہ ہوگی سو یہ
 محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۲**۔ مشہور ہے کہ ہاتھ میں بید رکھنا درست نہیں،
 بیزید نے ہاتھ میں رکھا تھا۔ یہ بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۳**۔ مشہور ہے کہ
 جھاؤ کی لکڑی کا استعمال درست نہیں۔ سو یہ بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۴**۔ مشہور
 ہے کہ میاں بیوی ایک پیر کے فرید نہ ہوں ورنہ دودھ شریک بہن بھائی ہو جائیگا
 یہ بھی غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۵**۔ مشہور ہے کہ میاں بی بی ایک برتن میں دودھ نہ کھائے
 ورنہ دودھ شریک بہن بھائی ہو جائیں گے یہ بھی غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۶**۔ مشہور
 ہے کہ حرام مال مطلقاً مول لینے سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح
 بدل لینے سے حلال ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے کوئی چیز چرائی یا پھل آنے سے پہلے
 خرید یا پھر وہ چیز یا پھل بازار میں فروخت ہونے کے لئے آیا تو بعض آدمی
 یوں سمجھتے ہیں کہ جب ہم نے دام دے کر مول لیا تو وہ ہمارے لئے درست ہے
 اسی طرح اگر کسی نے رشوت لی۔ پھر کسی سے وہ روپیہ بدل لیا تو یوں سمجھتے ہیں کہ
 وہ بدلے کا روپیہ درست ہو گیا۔ سو یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں۔ وہ مسئلہ اور ہر
 جس کو لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔ **مسئلہ ۲۷**۔ مشہور ہے کہ دوپہر کے وقت
 قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ نماز پڑھنا اس وقت ممنوع
 ہے۔ **مسئلہ ۲۸**۔ مشہور ہے کہ زچہ جب تک غسل نہ کرے اس کے ہاتھ کی
 کوئی چیز کھانا درست نہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ حیض و نفاس میں ہاتھ نہ پاک نہیں ہوتے
مسئلہ ۲۹۔ مشہور ہے کہ ڈھیکلی کا پانی پینا درست نہیں۔ یہ بھی محض غلط ہے۔
مسئلہ ۳۰۔ مشہور ہے کہ سوز کے دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی
 کچھ اس نہیں۔ **مسئلہ ۳۱**۔ بعض کہتے ہیں کہ جس چاقو سے جانور ذبح کیا جائے

اس سے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس چاقو میں تین کیلیں ہوں، یہ بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۳۲**۔ بعض عوام میں مشہور ہے کہ اولاد کے ہوتے ہوئے اگر اپنی جائداد کا جزو یا کل کسی کو ہبہ کرنا چاہے تو اس کے نافذ ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ جائداد اس واہب کی مکسوب ہو۔ اگر جہمی ہو تو جائز نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ مکسوب و سورت کا شرط عا ایک ہی حکم ہے۔ **مسئلہ ۳۳**۔ مشہور ہے کہ بیٹے اولاد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۳۴**۔ مشہور ہے کہ رات کے وقت درخت نہ ہلائے کہ بے چیں ہوتا ہے، یہ بھی محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۳۵**۔ مشہور ہے کہ اندھیکے میں نماز پڑھنا جائز ہے، سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ اتنی انگلی ضرور ہے کہ رخ سے بڑھ نہ ہو۔ **مسئلہ ۳۶**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ حوا کو برا کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہو۔ یہ محض غلط ہے۔ البتہ حوا کو برا کہنا جائز نہیں۔ **مسئلہ ۳۷**۔ کہتے ہیں کہ دودھ چاول یا دودھ کھا کر شکر نہ کرے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۳۸**۔ عورتیں کہتی ہیں کہ اگر کئی عورتیں ایک جگہ کھڑی ہو کر نماز پڑھیں تو آگے پیچھے کھڑا ہونا درست نہیں۔ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۳۹**۔ مشہور ہے کہ ولد الزنا کا ذبیحہ درست نہیں یہ بھی غلط ہے۔ **مسئلہ ۴۰**۔ بعض کہتے ہیں کہ فلاں جانور کے بولنے سے موت پھیلتی ہے۔ سو یہ محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۴۱**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ بخت عید کے روز قسربانی کرنے تک روزہ سے رہے۔ یہ محض بے اصل ہے۔ البتہ اپنی قسربانی سے اول کھانا مستحب ہے۔ لیکن وہ روزہ نہیں ہے۔ نہ تو کھانا فرض ہے، نہ اس میں روزہ کا ثواب ہے۔ نہ روزہ کی نیت ہے۔ **مسئلہ ۴۲**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ چلہ کے اندر رزق خانہ میں خاوند کو نہ جانا چاہئے سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۴۳**۔ مشہور ہے کہ بیچ اس طرح سیدھی ہے اور طرح

الٹی۔ اور اس طرح پڑھے اور اس طرح نہ پڑھے شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۲۸**۔ مشہور ہے کہ استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا چاہئے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۲۹**۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سجدہ تلاوت کر کے دونوں طرف سلام بھی پھیر دینا بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۳۰**۔ بعض کہتے ہیں کہ جس وضو سے جنازہ کی نماز پڑھی ہو اس سے پنجگانہ نمازوں میں سے کوئی نماز نہ پڑھے۔ سو یہ بھی محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۳۱**۔ بعض میں مشہور ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ نہ رکھے۔ کیونکہ یزید کی ماں نے روزہ رکھا تھا۔ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۳۲**۔ بعض عورتوں میں مشہور ہے کہ کوا وغیرہ گھر سے میں چونچ ڈال دے تو اس میں اتنا پانی بھرے کہ باہر کو نکل جائے اس سے پاک ہو جاتا ہے۔ سو اس کی کچھ اصل نہیں۔ جس جانور کا جھوٹا مکروہ یا ناپاک ہے، پانی تر جانے سے بھی وہ ایسا ہی رہے گا۔ اور اگر پاک ہے تو اس کی حاجت نہیں۔ **مسئلہ ۳۳**۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ احرام کی دو پاٹ کی چادر جس کے درمیاں میں سلائی ہو درست نہیں۔ مگر یہ محض بے اصل ہے۔ مرد کو ممنوع وہ سلائی ہے جس سے کپڑے کو بدن کی ہیئت پر بنایا جاتا ہے۔ جیسے کمرہ یا جامہ وغیرہ۔ **مسئلہ ۳۴**۔ بعض لوگ بدھیا جانور کی قسربانی درست نہیں سمجھتے۔ سو یہ محض غلط بات ہے بلکہ بدھیا کی تو اور زیادہ افضل ہے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بدھیا ذنبہ کی قسربانی فرمائی ہے۔ **مسئلہ ۳۵**۔ عوام میں مشہور ہے کہ اگر شوہر کے مرنے پر اس کا جنازہ گھر سے نکلنے سے پہلے اس کی عورت گھر سے دوسرے گھر چلی جائے تو جائز ہے۔ اور بعد جنازہ نکلنے کے جائز نہیں۔ گویا ان عوام کے خیال میں عدت وفات کے وقت سے شروع نہیں ہوتی، بلکہ جنازہ لے جانے کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۵۲ :- عوام میں مشہور ہے کہ نماز عشاء سے پہلے سو رہنے سے عشاء کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر پھر پڑھے تو قضا کی نیت کرے۔ سو یہ بالکل غلط ہے۔ البتہ بلا عذر سونا درست نہیں۔ اور نصف شب کے بعد وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ **مسئلہ ۵۳** :- عوام کہتے ہیں کہ میت کے غسل کے پانی پر پاؤں رکھنا درست نہیں اور اسی لحاظ سے غسل دینے کے لئے ایک لحد کھودتے ہیں کہ سب پانی اسی میں رہے۔ سو یہ بالکل غلط ہے۔ **مسئلہ ۵۴** :- عوام کہتی ہیں کہ جو عورت حالت حیض میں اور زچہ مر جائے اس کو دوبارہ غسل دینا چاہئے۔ یہ محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۵۵** :- مشہور ہے کہ سونے میں قطب شمالی کی طرف پاؤں نہ کرے، سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۵۶** :- بعض عوام کہتے ہیں کہ پانی میں ناخن ڈوب جائے تو اس کا استعمال کرنا مکروہ ہے سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ اگر ناخن میں میل مجتمع ہو تو ایسا کرنا لطافت کے خلاف ہے۔ **مسئلہ ۵۷** :- عام دستور ہے کہ کوئی کافر عورت مسلمان ہو تو مسلمان کرتے ہی اس کا نکاح کسی مسلمان سے کر دیتے ہیں۔ سو یہ بڑی غلطی ہے۔ اگر کافروں کی عملداری میں کوئی کافر عورت مسلمان ہو جائے تو تین حیض گزرنے سے تو اس پر طلاق پڑے گی۔ اس کے بعد پھر تین حیض عدت۔ چھ حیض کے بعد نکاح درست ہوگا۔ **مسئلہ ۵۸** :- عوام میں مشہور ہے کہ مُریدنی کو پیر سے پردہ نہیں سو یہ محض غلط ہے۔ جیسے اور مرد ہیں ایسا ہی پیر ہے۔ **مسئلہ ۵۹** :- عورتوں میں مشہور ہے کہ عورتیں مردوں سے پہلے نماز پڑھیں۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۰** :- بعضی عورتیں سمجھتی ہیں کہ باہر پھرنے سے وضو ٹوٹ

جاتا ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ البتہ بے ضرورت باہر نکلتا ہوا ہے۔ **مسئلہ ۶۱**
 بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ تلاوت کے دو سجدے ہونے چاہئیں۔ یعنی ایک آیت
 پڑھے تو دو سجدے واجب ہوتے ہیں۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۲**۔ بعض
 عورتیں سمجھتی ہیں کہ جس عورت کے ہاتھ میں چوڑی نہ ہو یا کم از کم ایک بھی ناخن
 میں مہندی نہ ہو اُس کے ہاتھ کا پانی مکروہ ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۳**
 بعض عوام سمجھتی ہیں کہ نیا جوتہ اور نیا کپڑا پہننے سے اُس کے ذمہ حساب ہو جاتا ہے۔
 لیکن رجب سے رمضان کے آخری جمعہ تک یا آخری جمعہ کو پہننے سے وہ بے حساب
 ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے سب نئے کپڑے اس مدت میں پہن لے۔ بعض کئی
 کئی جوڑے ایک دم پہن لیتے ہیں سو یہ سب غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۴**۔ بعض
 عورتیں سمجھتی ہیں کہ عورت کے بائیں ہاتھ میں کوئی نشانی عورت ہونے کی جیسی چوڑی
 چھلا ہونا ضروری ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۵**۔ عوام میں بہت مشہور
 ہے کہ نماز میں داہنا انگوٹھا سرک جانے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ سو یہ محض
 غلط ہے۔ البتہ بلا ضرورت اٹھانا عجیب ہے۔ **مسئلہ ۶۶**۔ بعض عورتیں
 صرف عدت میں نا محرم سے سر ڈھانکنے کو لازم سمجھتی ہیں اور ویسے نہیں، سو یہ
 محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۷**۔ بعض عوام عورتوں کے ذبحہ کو درست نہیں سمجھتی۔
 سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۶۸**۔ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ اگر بلی نقصان
 بھی کہے تو بس عرف مومل میں گالارونی کا باندھ کر مارنا درست ہے۔ پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح مارا تھا۔ سو یہ مسئلہ اور حدیث ۱۱۱ نون غلط ہیں۔
مسئلہ ۶۹۔ بہت مشہور ہے کہ جھوٹا پانی کھڑے ہو کر پینا ثواب سمجھتے ہیں۔ سو اسکی
 کوئی اصل نہ نظر سے گزری اور نہ کسی محقق سے سنی۔ **مسئلہ ۷۰**۔ مشہور ہے کہ
 گالی دینے سے چالیس روز تک ایمان سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر اس مدت میں

مر جائے تو بے ایمان مرتا ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ ہاں گالی دینے کا گناہ الگ بات ہے۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ کسی چیز کے خریدنے کے بعد بائع سے کچھ زائد مانگنا گناہ ہے۔ جس کو روزنگا کہتے ہیں۔ سو یہ غلط بات ہے۔ البتہ بائع کو تنگ کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر خوشی سے دیدے تو کچھ حرج نہیں۔ **مسئلہ** بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ عمامہ باندھنے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں اور بعض بیٹھے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ**۔ عوام میں مشہور ہے کہ جو شخص شش عید کے روزے رکھنا چاہے اس کو چاہئے کہ ایک روزہ ضرور عید سے اگلے ہی دن رکھ لے ورنہ پھر وہ روزے نہ ہوں گے۔ سو یہ بالکل بے اصل بات ہے۔ **مسئلہ**۔ عوام میں مشہور ہے کہ چراغ کا تیل ناپاک ہوتا ہے۔ مگر یہ محض بے اصل ہے۔ عجیب کہ کسی نے اس سے احتیاط رکھنے کو اس بناء پر کہا ہو کہ لوگ چراغ کو جگہ بے جگہ رکھ دیتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے کہ اس میں سے کتا وغیرہ چاٹ جاتا ہے۔ اس لئے اس تیل سے احتیاط کا مشورہ کسی نے دیا ہو گا۔ عوام نے اس کو یقینی ناپاک ہی قرار دے دیا۔ اور اس کی وجہ بھی بعض عوام سے سنی گئی ہے کہ وہ جلتا ہے اس لئے ناپاک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلنے کو ناپاک ہونے میں کوئی دخل نہیں۔ غرض دعویٰ اور دلیل دونوں مہل ہیں۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ سنت کے بعد نہ بولے۔ اگرچہ گھوڑے کی ٹاپ میں دُکھیا ہو اس کی کچھ اصل نہیں۔ بلکہ اس پر عمل کرنے میں علاوہ فساد عقائد کے بعض اوقات کوئی واجب شرعی بھی ترک ہو جائے گا۔ مثلاً کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا یا کسی امر میں اعانت چاہی۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر گوشت میں ہڈی نہ ہو تو وہ گوشت مکروہ ہو جاتا ہے۔ یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۸۴۔ عوام میں مشہور ہے کہ ذابح کے معین پر بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ مسئلہ ۸۵۔ حقہ کے پانی کو بھی عوام ناپاک سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس سے بچنا لطافت کے لئے ضرور ہے، لیکن اس سے نجس ہونا لازم نہیں آتا۔ مسئلہ ۸۶۔ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں، باپ، نانا، نانی، دادا، دادی، کو کھانا درست نہیں۔ سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس کا حکم قرآنی کا سا ہے۔ مسئلہ ۸۷۔ بعضے لوگ اذان کے سامنے سے یادگار کے سامنے سے نکلنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ اسکی کچھ اصل نہیں۔ مسئلہ ۸۸۔ بعضے لوگ سمجھتے ہیں کہ نفل روزہ کی سحری نہیں۔ سو یہ غلط ہے اس میں فرض اور نفل روزے سب برابر ہیں۔ مسئلہ ۸۹۔ غسل خانہ و پاخانے میں بات کرنے کو عوام ناجائز سمجھتے ہیں۔ سو اس کی کچھ اصل نہیں۔ البتہ بلا ضرورت باتیں نہ کرے۔ مسئلہ ۹۰۔ عوام عورتیں زچہ خانہ میں چالیش روز تک نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتیں۔ اگرچہ پہلے ہی پاک ہو جائیں۔ سو یہ بالکل دین کے خلاف ہے۔ چالیس دن نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔ باقی اقل مدت کی کوئی حد نہیں۔ جس وقت پاک ہو جاتے فوراً نماز شروع کرے ماسی طرح اگر چالیش دن میں بھی خون موقوف نہ ہو تو چالیش دن کے بعد پھر اپنے آپ کو پاک سمجھ کر نماز شروع کرے۔ مسئلہ ۹۱۔ بعضے عوام سے سنا گیا ہے کہ نفل روزہ بعد نماز مغرب کے افطار کرے۔ سو اس کی کچھ بھی اصل نہیں۔ مسئلہ ۹۲۔ بیوی اگر شوہر کو باپ کہدے تو عوام سمجھتے ہیں کہ نکاح میں خلل آجاتا ہے۔ سو یہ محض بے اصل بات ہے۔ بلکہ اگر شوہر بھی بیوی کو ماں یا بیٹی کہدے تو تب بھی نکاح میں فرق نہیں آتا۔ البتہ بیہودہ بات ہے۔ ماں اگر یوں کہدے کہ تو مجھ پر مثل ماں یا بیٹی کے

ہے تو اس میں بعض صوتوں میں عورت حرام ہو جاتی ہے۔ جس کی تفصیل ضرورت کے وقت علماء سے معلوم ہو سکتی ہے۔ **مسئلہ ۸۷**۔ بعض عوام کا خیال ہے کہ اگر کسی کو زکوٰۃ کی رشم دی جائے اور کہانہ جائے کہ یہ زکوٰۃ ہے تو شاید زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ سو یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بدون کہے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ مگر دل میں ارادہ کرنا ضروری ہے۔ **مسئلہ ۸۸**۔ بعض عوام کا یہ خیال ہے کہ جو زیور چاندی سونے کا ہر روز پہنا جاتا ہے، اس میں زکوٰۃ نہیں۔ سو جان لینا چاہئے کہ رکھا ہوا زیور اور استعمال میں آنے والا زیور سب برابر ہیں۔ سب میں زکوٰۃ ہے۔ **مسئلہ ۸۹**۔ بعض عوام کو اس میں شبہ رہتا ہے کہ حالت حیض میں نکاح شاید درست نہیں ہوتا۔ سو یہ شبہ بے اصل ہے۔ اس حالت میں بھی نکاح درست ہے۔ البتہ ناف سے زانو تک اس حالت میں دیکھنا، ہاتھ وغیرہ لگانا درست نہیں۔ **مسئلہ ۹۰**۔ بعض زمیندار سمجھتے ہیں کہ خود روگھاس محض روک لینے سے ملک ہو جاتی ہے۔ اور اس کا فروخت کرنا درست ہے۔ یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں۔ **مسئلہ ۹۱**۔ یہ بھی بعض زمینداروں کو کہتے سنا ہے کہ پھل آنے سے پہلے بہار کا بیچنا ویسے تو درست نہیں۔ لیکن اگر بیج کے ساتھ کچھ زمین کا ٹھیکہ یعنی اجارہ بھی شامل ہو تو درست ہے۔ سو بالکل یہ بات غلط ہے۔ اس اجارہ سے وہ بیج درست نہیں ہو جاتی۔ **مسئلہ ۹۲**۔ عام زمینداروں کا یہ خیال ہے کہ اگر رہن میں راہن زمین مرہونہ کے منافع کو حلال کر دے تو وہ حلال ہو جاتا ہے۔ سو یہ بالکل صحیح نہیں۔ بلکہ جب رہن میں انتفاع مشروط یا معروف ہوگا، حرام ہوگا۔ **مسئلہ ۹۳**۔ عوام الناس ممانی پچی اور سوتیلی سائیس سے نکاح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ سو یہ عقائد

باطل ہے۔ اور یوں کوئی لحاظ کی وجہ سے ان رشتوں سے نکاح نہ کرے وہ اور ہر
مسئلہ ۹۳۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ غصہ میں یا دھمکانے کی نیت سے اگر طلاق
 دیدے تو طلاق نہیں پڑتی۔ سو یہ بالکل غلط ہے۔ **مسئلہ ۹۴**۔ بعض کو دیکھا ہے
 ریل میں سوار ہو کر بلا عذر بھی نماز بیٹھ کر یا بے رُخ بیٹھ لینے کو جائز سمجھتے ہیں،
 سوریل میں کوئی حکم نہیں بدلتا۔ اور جاننا چاہئے کہ تھوڑی سی دشواری بھی نہیں
 معمولی وقتیں تو گھر میں بھی پیش آ جاتی ہیں۔ اسی طرح نماز میں بیبیاں پہلی میں بیٹھ کر
 نماز پڑھ لیتی ہیں۔ یا درکھنا چاہئے کہ جہاں پہلی کے ٹھیرانے میں خطرہ نہ ہو وہاں
 زمین پر اتر کر نماز پڑھنی چاہئے۔ پردہ برقعہ کا کافی ہے۔ **مسئلہ ۹۵**۔ بھلی
 کپڑے یا تکیہ پر بیٹھ کر لیتے ہیں۔ اگرچہ اس پر زیادہ غبار نہ ہو تو یہ بالکل درست نہیں۔
مسئلہ ۹۶۔ عوام متکبرین میں مشہور ہے کہ جس امام کے گھر میں
 پردہ نہ ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔ سو سمجھ لیا جائے کہ معترضین کی بیبیاں
 اگر ایک نامحرم کے رو برو بھی آتی ہوں تو ان کو بھی بے پردہ کہا جائے گا۔ اور امام
 و مقتدی سب یکساں ہوں گے۔ **مسئلہ ۹۷**۔ عوام میں بعض اعمال چور کے
 معلوم کرنے کے جائز اور حجت سمجھے جاتے ہیں۔ سو سمجھ لینا چاہئے کہ نہ تو جائز ہیں۔
 نہ شرعاً حجت ہیں۔ اور جن فن کا وہ عمل ہے اس کے اصول سے وہ عمل
 قابل اعتبار نہیں۔ وہ بالکل خیال کے تابع ہے۔ حتیٰ کہ اگر دو عامل مختلف
 دو شخصوں پر گمان چوری کا رکھتے ہوں تو ہر عامل کے عمل کے الگ الگ نام
 نکل آئے گا۔ بلکہ اگر ان عاملوں کو فرضی نام بھی بتلا دیے جائیں تو اس عمل سے
 وہی نکل آئیں گے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمل کوئی چیز نہیں۔
مسئلہ ۹۸۔ یہ عادت بہت شائع ہے کہ اگر نوحہ باللہ قرآن مجید کی
 بے ادبی ہو جائے تو اس کے برابر تاج تول کر تصدق کرتے ہیں۔ اس میں

اصل مقصود تو بہت مستحسن و قرین مصلحت ہے کہ بطور کفارہ اور جرمانہ کے کچھ صدقہ دیا جاتا ہے۔ اس میں نفس کا بھی انتظام ہے کہ آئندہ احتیاط رکھے لیکن دو امر اس میں بے اصل اور قابل اصلاح ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن مجید کو ترازو میں اناج برابر کرنے کے لئے رکھتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس کو واجب شرعی سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا کریں کہ محض مصلحت مذکورہ کی بناء پر تخمینہ سے کچھ غلہ دیدیں، تو مضائقہ نہیں۔ مسئلہ ۹۹۔ بعض عوام گدھے اور گھوڑے کی جھنکی کو بُرا سمجھتے ہیں۔ سو اس کی بھی کچھ اصل نہیں۔ البتہ اس کی اُجرت لینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۰۰۔ بعض عوام سے سُنا گیا ہے کہ قسم کھاتے وقت بائیں ہاتھ کا انگوٹھا موڑ لیا جائے تو قسم نہیں ہوتی۔ سو یہ محض لغو بات ہے۔ مسئلہ ۱۰۱۔ بعض عوام ایسے مرض میں نماز چھوڑ دیتے ہیں، جس میں بدن اور کپڑا پاک رہنا مشکل ہے اور سمجھتے ہیں کہ اس حالت میں نماز جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ سو یہ خیال محض غلط ہے۔ علماء سے مسائل پوچھ کر نماز پڑھنا ضرور ہے۔ ایسی حالت میں بھی نماز درست ہو جاتی ہے، جب دھونے سے سخت تکلیف ہو یا مرض بڑھنے کا ڈر ہو اور کپڑے بدلنے کے لئے زیادہ نہ ہوں، تو اسی طرح نماز درست ہو جاتی ہے۔ مسئلہ ۱۰۲۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ حق شفعہ رشتہ دار جدی کے ساتھ خاص ہے۔ سو یہ محض لغو بات ہے۔ مسئلہ ۱۰۳۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ مسجد کا چراغ خود گل نہ کرے۔ سو یہ لغو بات ہے بلکہ جب حاجت نہ ہے گل نہ کر دینا چاہئے۔ ورنہ اسراف بھی ہے۔ اور تنہائی میں چراغ جلتا چھوڑنا منع بھی ہے۔ مسئلہ ۱۰۴۔ بعض عوام کو اس کا بھی پابند دیکھا ہے کہ جب جمعہ کے لئے آتے ہیں اول مسجد میں تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر سنتیں پڑھتے ہیں گو نزدیک ہی سے آئے ہوں۔ اور گو سانس درست کرنے کی

بھی ضرورت نہ ہو۔ سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور سانس کی درستی تھوڑی دیر
گھڑے رہنے سے بھی ممکن ہے یہ کیا ضروری ہو کہ بیٹھ ہی جائیں۔ **مسئلہ ۱۰۵**

بعض عوام محرم میں قبروں پر تازہ مٹی ڈالنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ سو اس کی
بھی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۰۶**۔ بعض عوام میں اس کا بہت اہتمام ہو

کہ مردے کو گھر کے برتنوں سے غسل نہ دینا چاہئے، بلکہ کورے منگا کر غسل
دیوں۔ اور پھر ان برتنوں کو گھر میں نہ استعمال کریں۔ بلکہ مسجد میں بھیج دیں،

یا پھوڑ دیں۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ ۱۰۷**۔ بعض کہتے ہیں کہ

عورتوں کو استرہ سے ناپاکی کے بال لینا ممنوع ہے۔ سو یہ غلط بات ہے خواہ
طباً مناسب نہ ہو، مگر شرعاً گناہ نہیں۔ **مسئلہ ۱۰۸**۔ بعض لوگ رات کو

جھاڑو دینے کو یا منہ سے چراغ گل کرنے کو یا دوسرے کے کنگھا کرنے کو اگرچہ
یہ اجازت ہو، برا سمجھتے ہیں۔ اس کی بھی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۰۹**۔ بعض عوام

سمجھتے ہیں کہ اگر روز کی اعانت کرنے والا مثلاً جانور کو پکڑنے والا کافر ہو تو
زیچہ حلال نہیں۔ یہ سمجھنا بالکل غلط ہے۔ یہ غلطیاں عوام کی تھیں، جو فقہرین

تو کے شمار میں درج کی گئیں۔ اور بھی غلطیاں اس قسم کی رائج ہیں، مگر نمونہ
کے لئے فی الحال اس قدر نکھدیں۔ چونکہ ایسے مضامین کہیں مدون نہیں، اسلئے

بہت تتبع سے لکھا جاتا ہے۔ زیادہ تتبع میں اور دیر لگے گی۔ اس لئے اس میں
بھی کئی سال کی مدت گزر گئی۔ اور اب اس کا جلدی شائع ہونا مناسب تھا

اس لئے فی الحال اسی پر اکتفا کیا گیا۔ اب بعض غلطیاں لکھے بیٹھے لوگوں کی بہت ہی
مختصر عدد میں لکھتا ہوں۔ ان کے لئے یہ مختصر عدد بھی کافی ہو جائے گا کہ وہ

سمجھدار ہیں۔ اسی لئے دوسرے نظائر پر بھی متنبہ ہو جائیں گے۔
مسئلہ ۱۱۰۔ بعض سے مہر کے بارہ میں سنا ہے کہ اذائتی ثلث یعنی اگر کسی

ضرورت سے دوسری بار مہر لگانا پڑے تو تیسری بار بھی ضرور لگا دے۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۱۱**۔ قرآن مجید میں بعض مقامات پر بے موقع وصل

کرنے سے کفر کا فتویٰ بعض نے لکھ دیا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ الحمد شریف میں بعض عرووف کے وصل سے شیطان کا نام پیدا ہونا لکھ دیا ہے۔ سو ان دونوں امر کی کچھ اصل نہیں۔ البتہ قواعد قرآۃ کے اعتبار سے یہ دونوں وصل بے قاعدہ اور قبیح ہیں۔ مگر کفر یا شیطان کے نام کا دعویٰ محض تصنیف ہے۔ **مسئلہ ۱۱۲**

بعضوں کو خاص استخارہ اس غرض سے بتلاتے دیکھا ہے کہ اس سے کوئی واقعہ ماضیہ یا مستقبلہ معلوم ہو جائے گا۔ سو استخارہ اس غرض کے لئے شریعت میں منقول نہیں کہ وہ تو محض کسی امر کے کرنے نہ کرنے کے تردد رفع کرنے کے لئے ہے۔ نہ کہ واقعات معلوم کرنے کے لئے۔ بلکہ ایسا استخارہ کے ثمرہ پر یقین کرنا بھی ناجائز ہے۔ **مسئلہ ۱۱۳**

بعض طلبہ کو سبق کے باب میں اس کا معتقد دیکھا ہے "اذافات السبب فالت السبب" سو اگر اس کی قضیہ اتفاقیہ سمجھا جائے تو خیر۔ لیکن لزوم یہ سمجھنا بے اصل اور اختراع ہے۔

اور شعبہ ہے تاثیر ایام کے قائل ہونے کا جو کہ شعبہ ہے نجوم کا۔ **مسئلہ ۱۱۴** اسی طرح بعض طلبہ کو بدھ کے روز کتاب شروع کرتے کا اہتمام کرنے ہو کر دیکھا ہے۔ اور اس کو کسی روایت کی طرف مستند سمجھتے ہیں۔ سو اس باب میں

کوئی روایت ثابت نہیں۔ **مسئلہ ۱۱۵** بعض عالموں کو گو وہ اہل علم ہی ہوں بعض عملیات میں دن وغیرہ کی قید کی رعایت کرتے ہوئے دیکھا ہے سو یہ شعبہ نجوم کا ہے۔ اور واجب ترک ہے۔ اور یہ خیال کہ یہ عمل کی شرط

پہنی چپکے سے ہفتہ چلا
دن ناغہ ہونے سے ہفتہ چلا
بھریک ناغہ ہی چلا
جاتا ہے

ہو۔ محض یہ غلط ہے۔ میں نے ایسے اعمال میں یہ قید بالکل حذف کر دی ہے۔ اور کچھ بھی بغض نہ تھا اشر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ عمل کا اثر زیادہ تر خیال سے ہوتا ہے۔ ان قیود کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہ سب دعوے ہیں عاملوں کے۔ مسئلہ ۱۱۳۔ اس طرف بھی اکثر عامل التفات نہیں کرتے۔ کہ آیات قرآنیہ کو بے وضو لکھ دیتے ہیں۔ اسی طرح بے وضو آدمی کے ہاتھ میں دیدیجے ہیں۔ اس کا لکھنا اور مس کرنا دونوں بلا وضو ناجائز ہیں۔ مسئلہ ۱۱۴۔ بعض کو طاعون میں اذانیں دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ مسئلہ ۱۱۵۔ حفاظ و غیہم میں مشہور ہے کہ سورۃ برآۃ پر کسی حالت میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ سو بات یہ ہے کہ صرف ایک حالت میں پھر بسم اللہ نہیں ہے کہ اوپر سے پڑھتے پڑھتے سورۃ برآۃ شروع کرے۔ باقی اگر تلاوت اسی سورۃ سے شروع کرے۔ یا درمیان میں کچھ وقفہ کر کے پھر بقیہ سورۃ پڑھے تو بسم اللہ پڑھے۔ مسئلہ ۱۱۹۔ ذکر جہر کو بعض مشائخ بلا کسی شرط کے جائز سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس کے جواز کی ایک بہت بڑی ضروری شرط یہ ہے کہ اس سے کسی نماز پڑھنے والے کا دل پریشان نہ ہو۔ اور سونے والے کی نیند خراب نہ ہو۔ اور جہاں اس کا احتمال ہو آہستہ ذکر کرے۔ اگرچہ پکار کر کرنے کی تعلیم کی گئی ہو۔

اب رسالہ ختم کرتا ہوں جن صاحبوں کو اور امور اس قسم کے معلوم ہوں کسی معتبر عالم سے اطلاع اور مشورہ کر لے۔ اس کا ضمیمہ بنانے کی اجازت دیتا ہوں بلکہ درخواست کرتا ہوں۔ اور اصلاح الترسوم کا تیسرا باب دیکھ لینا کا مشورہ دیتا ہوں فقط و صلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتہ
یا ارحم الراحمین (۱۰ محرم ۱۳۳۲ھ محمد شمس علی مقام تھا بخون)

اغلاط العوام کا پہلا ضمیمہ

جناب قاری سید محمد یامین صاحب قرأت مدرسہ دارالعلوم تھانہ بھوکہ کی طرف سے

مسئلہ۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ اگر کتے سے کوئی چیز کپڑا، برتن وغیرہ چھو جائے تو وہ چیز ناپاک ہو جاتی ہے۔ یہ غلط ہے۔ البتہ رال لگنے سے ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ بعض عوام سمجھتے ہیں کہ مرد کی باتیں آنکھ اور عورت کی دائیں آنکھ پھٹنے سے کوئی مصیبت، رنج اور اس کے برعکس ہونے سے خوشی پیش آتی ہے۔ یہ محض غلط خیال ہے۔

مسئلہ۔ بعض عوام کا یہ اعتقاد ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔

مسئلہ۔ بعض عوام یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ چوتھے آسمان پر ہے۔ جامع مسجد دہلی اس کی نقل ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مسجد اقصیٰ شام میں ہے۔ اور جامع مسجد دہلی اس کی نقل نہیں۔

مسئلہ۔ عوام کو دیکھا ہے کہ نماز جنازہ کی تکبیرات کہتے وقت منہ آسمان کی طرف اٹھایا کرتے ہیں۔ یہ بے اصل بات ہے۔

مسئلہ۔ اکثر عوام کو اس کا التزام کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جمعہ کا پہلا خطبہ سننے کی وقت دونوں ہاتھ باندھ لیتے ہیں اور دوسرا خطبہ سننے کے وقت دونوں ہاتھ زانو پر رکھ لیتے ہیں۔ یہ بھی بے اصل بات ہے۔

مسئلہ۔ اکثر عوام اور خصوصاً عورتیں مرض چپک اور کنٹھی میں علاج کرنے کو برا سمجھتے ہیں۔ اور بعض عوام اس مرض کو بھوت پریت کے اثر سے سمجھتے ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔

مسئلہ۔ اکثر عوام کو دیکھا ہے کہ جماعت میں صفت بندی کے وقت پاؤں کا انگوٹھا ملا کر صفت سیدھی کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ کندھے اور ٹخنے کی سیدھ کرنے سے صفت سیدھی کرنی چاہئے۔

مسئلہ۔ اکثر جگہ دستور ہے کہ جنازہ دفن کرتے

وقت مُردہ کو قبر میں چت لٹا کر صرف اس کا مُنہ قبلہ کی طرف کر دیتے ہیں یہ ٹھیک نہیں۔ بلکہ قبلہ کی طرف بالکل کروٹ دیدینا چاہیے۔ **مسئلہ**

اکثر عوام نزع کی حالت میں شربت پلانے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اور نہ پلانے کو ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ نہ یہ ضروری ہے نہ قابل ملامت۔ **مسئلہ**

بعض عوام صبح کے وقت کسی مقام جیسے نانوتہ، کیرانہ، وغیرہ یا کسی جانور جیسے سور، سانپ وغیرہ کے نام لینے کو بخوس اور بُرا سمجھتے ہیں۔ یہ بالکل لغو بات ہے۔

مسئلہ۔ بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اگر نئی دھن اپنے گھر یا صندوق وغیرہ کو قفل لگا دے تو اس کے گھر کا مال لنگ جاتا ہے۔ یعنی ویران ہو جاتا ہے، یہ خیال بالکل غلط ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض لوگ سلام علیک کرتے وقت ماتھے پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں یا جھک جاتے ہیں۔ اور بعض مصافحہ کر کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ یہ سب خلاف شرع اور بے اصل ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام

سمجھتے ہیں کہ جو کوئی قل استودعہ الناس کا وظیفہ پڑھے اس کا تاس ہو جاتا ہے یہ خیال محض غلط ہے۔ بلکہ اس کی برکت سے تو وہ مصائب سے نجات پاتا ہے۔ **مسئلہ**۔ اکثر عورتیں مردوں سے پہلے کھانا کھانے کو شرمناک سمجھتی ہیں۔ یہ بے اصل بات ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام خصوصاً عورتیں کہتی ہیں کہ دروازہ کی چوکھٹ پر بیٹھ کر کھانا کھانے سے مشروط ہو جاتا ہے، یہ غلط خیال ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام کسی خاص دن یا خاص وقت میں سفر کرنے کو بُرا یا اچھا سمجھتے ہیں۔ یہ کفار اور بخوبیوں کا اختلاق ہے۔ **مسئلہ**

اکثر عوام جمعہ کے خطبہ میں حضور علیہ السلام کا اسم مبارک سُکر بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ جائز نہیں۔ زبان سے درود شریف نہ پڑھے۔

بال دل ہی دل میں پڑھ لیتے کامضائقہ نہیں۔ **مسئلہ**۔ اکثر عوام کہتے ہیں کہ

ہتیلی میں خارش ہونے سے مال ملتا ہے اور تلوی میں خارش ہونے سے یا جوتہ پر جوتہ چہرے سے سفر در پیش ہوتا ہے۔ یہ سب لغو اور مہمل خیالات ہیں۔

مسئلہ ۱۰۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ سرمہ کی سلائی پر تین مرتبہ سورہ اخلاص دم کر کے آنکھوں میں سرمہ لگانا چاہئے۔ یہ بے اصل بات ہے۔

بعض عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر جمعہ شام کی شام کو مردوں کی روہیں اپنا بڑھکھروں آتی ہیں اور ایک کونے میں کھڑی ہو کر دیکھتی ہیں کہ ہم کو کون ثواب بخشا ہے۔ اگر کچھ ثواب مل گیا تو خیر، ورنہ مایوس ہو کر لوٹ جاتی ہیں۔ یہ محض غلط عقیدہ ہے۔

اکثر عوام کو دیکھا ہے کہ منت و نذر کی شیرینی مسجد میں لاکر عام طور پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ وہاں ان میں بعض سید اور غنی بھی ہوتے ہیں۔ پس سید اور غنی کو دینے سے نذر ادا نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ ۱۱۔ اکثر عوام میں دستور ہے کہ اگر کوئی شخص کھانا کھاتے وقت دوسرے شخص کو کھانا کھلانے کے لئے بلاتا ہے اور اس کو منظور نہیں ہوتا تو اس کے جواب میں یہ کہا کرتے ہیں کہ بسم اللہ کرو۔ پس چونکہ اس موقع پر اس لفظ کا استعمال کرنا شرعاً ثابت نہیں ہے۔ لہذا ترک

کر دینا چاہئے۔ اس کی جگہ اور کلمے جیسے بَارک اللہ وغیرہ کہہ دینا چاہئے۔

بعض عورتیں مکان کی منڈیر پر کوئے کے بونے سے کسی مہمان کی آمد کا شکون لیتی ہیں۔ یہ خیال گناہ ہے۔

مسئلہ ۱۲۔ بعض عورتیں ایسی عورت کے پاس کہ جس کے بچے اکثراً مَر جاتے ہوں۔ خود جانے اور بیٹھنے سے رکتی ہیں اور اپنے بچوں کو بھی ایسی جگہ جانے سے روکتی ہیں اور یوں کہتی ہیں کہ مرت بیانی لگ جائے گی۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ ایسا کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۔ بعض عوام خصوصاً عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ہر آدمی پر اس کی عمر تیسرا، اور آٹھواں، اور تیرھواں، اور اکیسواں اور تینتیسواں اور اڑتیسواں اور

تینتالیسواں اور اڑتالیسواں سال بھاری ہوتا ہے۔ یہ غلط خیال ہے اور بر اعقیدہ ہے

اغلاط العوام کا دوسرا ضمیمہ

جناب مولوی فخر الدین احمد صاحب مدرس کمرستہ الغریبہ قاسم العلوم
مراوہ کی طرف سے

مسئلہ۔ اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ ڈوئی مارنے سے بھوکا ہو جاتا ہے۔ یعنی جس کے ڈوئی ماری جائے وہ کھانا زیادہ کھانے لگتا ہے۔ یہ بالکل بے اصل بات ہے۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ زمین پر نمک گر آنے سے قیامت کے دن پلوں سے اٹھانا پڑے گا۔ یہ بھی محض بے اصل بات ہے۔ **مسئلہ**۔ عوام میں رائج ہے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے جھاڑو لگ جائے تو وہ معیوب سمجھتا ہے۔ اور بُرا مان کر کہتا ہے کہ میں کنویں میں نمک ڈال دوں گا جس سے تیرے منہ پر جھانسیاں پڑ جائیں گی۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ**۔ اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ گتے کے رونے سے کوئی دبا یا بیماری پھیلتی ہے۔ یہ محض بے اصل ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام کہتے ہیں کہ جمائی آنے پر ہاتھ نہ رکھنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے، یہ غلط ہے۔ البتہ حدیث سے اتنا ضرور ثابت ہے کہ اس وقت ہاتھ نہ رکھنے سے شیطان پیٹ میں گھسکر مینستا ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض عوام نماز میں باتیں کہنی کھلی رہنے سے نماز میں خرابی آنا سمجھتے ہیں۔ یہ خاص باتیں کہنی کی تخصیص غلط ہے۔ بلکہ دونوں میں خواہ دائیں ہو یا بائیں کھلی رہنے سے نماز مکروہ ضرور ہوگی۔

اغلاط العوام کا تیسرا اضافہ

از آسی منظور احمد ابن حکیم سید سردار علی۔ مقام آچہ ڈاکخانہ کوٹلہ ارباب علیخان
ضلع گجرات پنجاب۔

مسئلہ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جھاڑو مارنے سے مضر وب علیہ
کا جسم سوکھ جاتا ہے کہ جھاڑو پر تھتکار دو۔ سو یہ بات محض بے اصل ہے۔
مسئلہ۔ ہمارے یہاں مروج ہے کہ جب کوئی آدمی کہیں جا رہا ہو،
اور اس کو پیچھے سے بلایا جائے تو وہ لڑائی کرنے کو تیار ہو جاتا ہے کہ مجھے
پیچھے سے تھم نے کیوں بلایا ہے۔ کیونکہ میرا کام نہیں ہوگا۔ سو اس بات کی
شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ**۔ ہمارے یہاں عورتیں کو
کے بولنے سے مہمان آنے کا شگون لیتی ہیں۔ سو یہ بے اصل ہے۔ **مسئلہ**۔
ہمارے یہاں عورتیں چچی کا ہتھ چھوٹنے سے مہمان آنے کا شگون لیتے ہیں، سو یہ
مہمل بات ہے۔ **مسئلہ**۔ عموماً عورتوں میں مشہور ہے کہ صحنک کے
آٹا اڑنے سے مہمان آتا ہے۔ سو یہ غلط محض ہے۔ **مسئلہ**۔ بعض لوگ
جو تہ پر جو تہ چڑھنے سے سفر درپیش آنے کا شگون لیتے ہیں۔ سو یہ بے اصل
اور لغو بات ہے۔ **مسئلہ**۔ مشہور ہے کہ ہاتھ کی ہتیلی میں خارش ہونے
سے کچھ ملتا ہے۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔ **مسئلہ**۔ پاؤں کے تلوے
میں خارش ہونے سے سفر درپیش آنے کا شگون لیا جاتا ہے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

۱۔ مولوی صاحب کا سہو ہے وہ یہ مسئلہ پہلے گند چکا ہے محمد اسحاق غفرلہ ۲۔ یہ نسیان ہے درجہ
یہ مسئلہ بھی گند چکا ہے ۱۳۔ محمد اسحاق غفرلہ ۱۴۔ مکہ مکرمہ ہے ۱۵۔ محمد اسحاق غفرلہ ۱۶۔

مسئلہ ۱۰۔ ہمارے یہاں ایک شعر مشہور ہے ۵ منگل بدھ نہ جاویں پہاڑ :
جوئی بازی آویں مار : اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۱**۔ لوگوں میں مشہور
ہے کہ شام کے وقت مرغ اذان دے تو اس کو فوراً ذبح کر لو۔ کیونکہ یہ اچھا نہیں۔
سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ **مسئلہ ۱۲**۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر مرغی
اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دو۔ کیونکہ اس سے وبا پھیلتی ہے۔ سو یہ غلط ہے۔
مسئلہ ۱۳۔ مشہور ہے کہ اگر کسی گھر میں لڑائی کروانی منظور ہو تو اس گھر میں
قتل کا کار کھدو۔ سو جب تک وہ کاٹا اس گھر میں رہے گا، اہل خانہ لڑتے
رہیں گے۔ سو یہ محض غلط ہے۔ **مسئلہ ۱۴**۔ جہلا میں دستور ہے کہ جب کوئی
سفر کو جائے تو عورتیں کہتی ہیں کہ ابھی جھاڑومت دو۔ کیونکہ فلاں ابھی ابھی سفر
کو گیا ہے۔ سو یہ لغو بات ہے۔ **مسئلہ ۱۵**۔ مشہور ہے کہ مریض کے بچے جب
حکیم کو بلانے جانا ہو تو گھوڑے پر زین مت لگاؤ۔ سو یہ غلط ہے۔ **مسئلہ ۱۶**۔
اگر مریض کے لئے دو آدمی حکیم کو بلانے جائیں تو اسے بُرا سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا
ہے کہ اب مریض محتیا نہیں ہوگا۔ سو یہ غلط بات ہے۔ **مسئلہ ۱۷**۔ مشہور ہے
کہ جب انڈا توڑا جائے تو اس پر پہلے یہ تکبیر پڑھ لی جائے ۵ سفید انڈا تر بہتر :
نہ اس کی مانگیں نہ اس کے سرہ سنت خلیل اللہ اکبر :۔ سو اس کی اصل نہیں۔
مسئلہ ۱۸۔ مشہور ہے کہ عورت کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں۔ سو یہ غلط بات ہے۔
مسئلہ ۱۹۔ جب کوئی نئی دھن کنویں پر پانی لینے جائے تو اس کو تاکید
کی جاتی ہے کہ پہلے کنویں پر چراغ جلایا جائے، پھر پانی لایا جائے۔ سو یہ غلط
بلکہ شک ہے۔ **مسئلہ ۲۰**۔ دستور ہے کہ جب کوئی کہیں جا رہا ہو اور کوئی
آگے چھینک دیوے تو جانے والا واپس چلا جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اب کام نہیں ہوگا
۵ یہ مسئلہ بھی پہلے گزر چکا ہے۔ محمد اسحاق غفرلہ۔

سویہ غلط ہے۔ مسئلہ ۱۔ عوام میں مشہور ہے کہ دونوں عیدوں کو درمیان
 نکاح نہ کیا جائے۔ کیونکہ میاں بی بی کا نباہ نہیں ہوتا۔ سویہ خیال خلاف شریعت ہے۔
 مسئلہ ۲۔ مشہور ہے کہ جب اولہ پڑے تو موسل کو سیاہ کر کے باہر
 پھینک دیا جائے تو اولے بند ہو جاتے ہیں۔ سویہ غلط ہے۔ مسئلہ ۳۔ مشہور ہے
 کہ خرمین میں ہاتھ دھو کر کھانا نہ کھانا چاہئے۔ اور اس سے اخذ کیا جاتا ہے کہ خرمین
 ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ سویہ غلط ہے۔ مسئلہ ۴۔ مشہور ہے کہ جو عورت
 حالت حیض یا حمل میں فوت ہو جائے اس کو سنگل ڈال کر دفن کیا جائے کیونکہ
 وہ ڈائن ہو جاتی ہے۔ اور جو اُسے ملے اُسے کھا جاتی ہے۔ سویہ شرک ہے۔
 مسئلہ ۵۔ جہلاء میں رواج ہے کہ جب کسی کے یہاں تین لڑکیوں کے
 بعد لڑکا پیدا ہو تو اُسے مُنڈیر یا چھت پھاڑ کر تین دفعہ اوپر نیچے نکالا جاتا ہے۔ اور
 کہا جاتا ہے کہ یہ منحوس ہے۔ سویہ بے اصل ہے۔ مسئلہ ۶۔ مشہور ہے کہ
 جہاں میت کو غسل دیا جائے وہاں تین دن چیراغ کیا جائے۔ سویہ محض بے اصل ہے
 نہ امر نہ نہی

یہ اور عربی، فارسی، اردو، درسی وغیرہ درسی کتابیں
 اور جملہ تصانیف علمائے دیوبند وغیرہ بکفایت
 ملنے کا پتہ

ادارہ اشرف العلوم

نانک وائرہ عقب میونسپل افسر کراچی

نیز ادارہ اسلامیات ۱۹۱۰ نئی انارکلی۔ لاہور۔

نمبر سلسلہ اشاعت (۲۲)

نَزَّاجِ اللّٰهِ بِأَمْرِكُمْ أَنْ يُؤَدَّوْا مَا نَزَّلَ إِلَىٰ أَهْلِهَا
الحمد لله والمنتهى رسالة مبارکہ

حقوق الاسلام

مصنف

مجدد الملة حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
بمابہ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ

ادارہ اشرف العالیہ قادیان و اطرافہ کتب خانہ اشرفیہ

لاہور میں یہ کتاب اور جملہ مذہبی کتب ملنے کا پتہ
ادارہ اسلامیات ۱۵۸۱۱۱ انارکلی لاہور

(ہول ایڈٹری پر پریس حیدر علی آفندی بدولہ راجی)

قیمت ۳۰